REGISTERED WITH THE REGISTRAAR OF NEWS PAPERS FOR INDIA AT NO R.N 61/57

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم　　وعلیٰ عبدہ المسیح الموعودؑ

جلد ۲۵

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

نائبین: جاوید اقبال اختر، محمد انعام غوری

شمارہ ۴۶

لقد نصرکم اللّٰہ ببدرٍ و انتم اذلّۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

شرح چندہ
سالانہ ۱۵ روپے
ششماہی ۸ روپے
ممالک غیر ۳۰ روپے
فی پرچہ ۳۰ پیسے

THE WEEKLY BADR

PIN 143516 QADIAN

۶ ذیقعدہ ۱۳۹۶ ہجری　　۱۱ نبوت ۱۳۵۵ ہش　　۱۱ نومبر ۱۹۷۶ء

اخبارِ احمدیہ

★— قادیان ۸ نبوت (نومبر) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق کوئی تازہ اطلاع موصول نہیں ہوئی

احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر اور مقاصد عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

★— حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت بدستور کمزور ہوتی جا رہی ہے۔ احباب حضرت سیدہ موصوفہ کی صحت اور درازیٔ عمر کے لئے بھی دعا فرماتے رہیں۔

★— قادیان ۸ نبوت (نومبر) حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل ناظر اعلیٰ و امیر مقامی مع جملہ درویشانِ کرام خیریت سے ہیں الحمد للہ

★— قادیان ۸ نبوت (نومبر) محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

ہماری دلچسپی صرف اس میں ہے کہ دنیا کے کونے کونے میں اسلام کی تبلیغ پھیل جائے

اور اس کام کے لئے تحریکِ جدید کو جاری کیا گیا ہے — (المصلح الموعودؓ)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریکِ جدید کی اہمیت کے متعلق بیان فرماتے ہیں:-

"یاد رکھو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق اسلام کی فتح کی بنیاد، احمدیت کے غلبہ کی بنیاد، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو دوبارہ زندہ کرنے کی بنیاد روزِ اوّل سے تحریکِ جدید کے ذریعہ قرار دی گئی ہے ان پانچ ہزار سپاہیوں کی قربانیاں آئندہ دنیا میں ایک انقلاب پیدا کریں گی ..... ہمارا کام صرف اتنا ہی ہے کہ اخلاص سے، محبت سے انابت سے اطاعتِ کامل کا نمونہ دکھاتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف پورے تفرّع اور ابتہال کے ساتھ جھکتے ہوئے قربانیاں کرتے چلے جائیں ہم اس کی رحمت اور فضل کے امیدوار ہیں"۔

"ہماری دلچسپی صرف اس میں ہے کہ دنیا کے کونے کونے میں اسلام کی تبلیغ پھیل جائے اور پھر اسلام تمام ادیان پر غالب آجائے جسطرح وہ قدیم ایام میں غالب آیا تھا بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اور اس کام کے لئے تحریکِ جدید کو جاری کیا گیا ہے .... ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ اس میں حصّہ لے جو احمدی اس تحریک میں حصّہ نہیں لے گا ہم اسے احمدیت اور اسلام میں کمزور سمجھیں گے۔ کیونکہ جس شخص کے دل میں یہ خواہش نہیں کہ وہ اسلام کی خدمت کیلئے کچھ خرچ کرے اس کا اسلام لانا یا احمدیت قبول کرنا محض بیکار ہے"۔ (بحوالہ بدر ۴ر جنوری ۱۹۵۲ء)

"مَیں نوجوانوں سے کہتا ہوں کہ اب وہ آگے بڑھیں اور اپنی قربانیوں سے ثابت کریں کہ آج کی نسل پہلی نسل سے پیچھے نہیں بلکہ آگے ہے جس قوم کا قدم آگے کی طرف بڑھتا ہے وہ قوم ہمیشہ آگے کی طرف بڑھتی ہے اور جس قوم کی اگلی نسل پیچھے ہٹتی ہے وہ قوم بھی پیچھے ہٹنی شروع ہو جاتی ہے کچھ عرصہ تک تمہارے بوجھ بڑھتے چلے جائیں گے کچھ عرصہ تک تمہاری مصیبتیں بھیانک ہوتی چلی جائیں گی۔ کچھ عرصہ تک تمہارے لئے ناکامیاں ہر قسم کی شکلیں بنا بنا کر تمہارے سامنے آئیں گی۔ لیکن پھر وہ وقت آئے گا جب آسمان کے فرشتے اتریں گے اور کہیں گے بس ہم نے ان کا دل جتنا دیکھنا تھا دیکھ لیا۔ جتنا امتحان لینا تھا لے لیا۔ خدا کی مرضی تو پہلے سے یہی تھی کہ ان کو فتح دے دی جائے جاؤ ان کو فتح دے اور تم فاتحانہ طور پر اسلام کی خدمت کرنے والے اور اس کے نشان کو پھر دنیا میں قائم کرنے والے قرار پاؤ گے"۔ (بحوالہ بدر ۲۸ر دسمبر ۱۹۵۵ء)

"تحریکِ جدید دراصل اسلام کے احیاء کا نام ہے جدید وہ صرف ان معنوں میں ہے کہ دنیا اس سے ناواقف ہو گئی تھی۔ ورنہ درحقیقت وہ تحریک قدیم ہی ہے .... اور یہ ہماری بدقسمتی تھی کہ ہمیں ایک پرانی چیز کو نئی کہنا پڑا۔ کیونکہ لوگ اس سے ناواقف ہو چکے تھے اور وہ جدید نہیں بلکہ قدیم ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ نے جس طرز پر زندگی بسر کی ہم تحریکِ جدید کے ذریعہ اس کے قریب قریب لوگوں کو لانے کی کوشش کرتے ہیں اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آجکل دنیا کے حالات ایسے رنگ میں بدل چکے ہیں کہ ہم اپنی طرزِ زندگی کی بالکل وہی شکل نہیں بنا سکتے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ کی طرزِ زندگی کی شکل تھی۔ مگر اس کے قریب قریب جس حد تک زمانہ کے حالات ہم کو اجازت دیتے ہیں۔ ہم لوگوں کو لے جانے کی کوشش کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ اور یہی تحریکِ جدید کی غرض ہے"۔

(خطبہ جمعہ ۳۰ر اپریل ۴۲ء الفضل جلد ۳۱ نمبر ۱۲۳)

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس محلہ احمدیہ قادیان سے چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان (پن ۱۴۳۵۱۶) سے شائع کیا۔ پروپرائٹر۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان

تحریک جدید کے سال نو کا آغاز اور ہماری ذمہ داریاں

از محترم وکیل المال صاحب تحریک جدید قادیان!

اللہ تعالیٰ نے پھر وہ دن دکھایا کہ مجاہدین تحریک جدید نے ایک اور منزل کو طے کیا تحریک جدید کا نیا سال جس کا اعلان حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۲۹ر اکتوبر کو فرما دیا ہے دفتر اول کا سال نمبر ۴۳ دفتر دوم کا سال نمبر ۳۳ اور دفتر سوم کا سال نمبر ۱۲ شروع ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ مجاہدین تحریک جدید کی سابقہ قربانیوں کو قبول فرمائے اور اللہ تعالیٰ احباب جماعت کو بشاشت ایمان عطا فرمائے تاکہ وہ دین کی خاطر زیادہ سے زیادہ قربانیوں کا مظاہرہ کر سکیں جس کے نتیجہ میں جماعت کی دن دگنی اور رات چوگنی ترقی ہوتی چلی جائے خدا کرے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے غلبہ کے دن ہم جلد اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔

احباب کرام! کسی قوم کے عروج و ترقی کے لئے چیاسی سال کا عرصہ بہت قلیل ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام قادیان کی گمنام بستی سے یکہ و تنہا اٹھے۔ اور اس وقت حالت یہ تھی کہ قادیان تو کیا آپ کو بھی کوئی نہ جانتا تھا۔ جیسا کہ آپ نے اپنے ایک شعر میں فرمایا تھا ہے

میں تھا غریب و بے کس و گمنام بے ہنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر

اور پھر آج آپ کے متبعین کی تعداد اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایک کروڑ سے بھی تجاوز کر چکی ہے اور قادیان کی شہرت اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ دنیا کے جس ملک سے چاہو قادیان انڈیا لکھ کر ڈال دو خط مل جائے گا۔ الحمد للہ کہ سینکڑوں مساجد۔ مشن ہاؤسز اور مبلغین تیار ہو چکے ہیں بیسیوں تراجم قرآن مجید تیار ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں۔ مختلف زبانوں میں اسلامی لٹریچر تیار ہو چکا ہے۔ اور تبلیغ کا وسیع نظام قائم ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہیں تبلیغی کوششوں کے نتیجہ میں اسلام اور احمدیت کے پروانے اطراف دنیا سے بڑے ذوق و شوق سے جلسہ سالانہ ربوہ و قادیان میں شامل ہو رہے ہیں اور ان کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے۔ اور آج ہمیں یہ نظارہ نظر آ رہا ہے ہے

زمین قادیاں اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

آج سے ترتالیس برس قبل حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اسلام کے عالمگیر غلبہ کیلئے تحریک جدید جیسی عظیم الشان تحریک شروع فرمائی جس نے مذہبی دنیا میں انقلاب عظیم برپا کر رکھا ہے اس انقلاب عظیم برپا کرنے کے لئے جماعت احمدیہ کو تیار کرنے کے لئے حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے بڑے زور دار الفاظ میں فرمایا تھا:۔

"اب خدا کی نوبت جوش میں آئی ہے اور تم کو ہاں تم کو ہاں تم کو خدا تعالیٰ نے پھر اس نوبت خانہ کی ضرب سپرد کی ہے۔ اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو ایک دفعہ پھر اس نوبت کو زور سے بجاؤ کہ دنیا کے کان پھٹ جائیں ایک دفعہ پھر اپنے دل کے خون اس قرنا میں بھر دو کہ عرش کے پائے بھی لرز جائیں اور فرشتے بھی کانپ اٹھیں تاکہ تمہاری دردناک آوازیں اور تمہارے نعرہ ہائے تکبیر اور نعرہ ہائے شہادت توحید کی وجہ سے خدا تعالیٰ زمین پر آ جائے اور پھر خدا تعالیٰ کی بادشاہت اس زمین پر قائم ہو جائے۔ اسی غرض کے لئے میں نے تحریک جدید کو جاری کیا ہے اور اسی غرض کے لئے تمہیں وقف کی تعلیم دیتا ہوں۔ سیدھے آؤ۔ اور خدا کے سپاہیوں میں داخل ہو جاؤ محمد رسول اللہ کا تخت آج مسیح نے چھینا ہوا ہے تم نے مسیح سے چھین کر پھر وہ تخت خدا کے آگے پیش کرنا ہے۔ اور خدا کی بادشاہت دنیا میں قائم کرنی ہے۔ پس میری سنو اور میری بات کے پیچھے چلو اور میں جو کچھ کہہ رہا ہوں تم میری مانو خدا تمہارے ساتھ ہو۔ خدا تمہارے ساتھ ہو خدا تمہارے ساتھ ہو اور تم دنیا میں بھی عزت پاؤ اور آخرت میں بھی عزت پاؤ۔" آمین

اس تحریک پر احمدیت کے پروانوں نے اپنے آقا کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے مالوں اور نفسوں کو قربان کرتے ہوئے عظیم کام سرانجام دیا سو آج ہم بڑے ہی فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کیا ہوا وعدہ کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" پورا ہو چکا ہے۔ امریکہ یورپ افریقہ اور انڈونیشیا۔ برما۔ سیلون۔ فلسطین۔ عرب ممالک نیز جاپان تک میں احمدیت کے پیغام کو پہنچایا۔ اور حقیقی اسلام کی اشاعت کا سہرا بہت حد تک مجاہدین تحریک جدید کے سر ہے

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حالیہ دورہ امریکہ کے ایک انٹرویو میں اعلان فرمایا تھا کہ آئندہ سو سال کے اندر اندر امریکن لوگوں کی اکثریت اسلام کی خوبیوں اور محاسن کی قائل ہو جائے گی۔ نیز انسان کو اپنے خالق حقیقی سے تعلق پیدا کر لینا چاہیئے۔ ورنہ تباہی یقینی ہے ظاہر ہے کہ انسان کو تباہی سے بچانے اور اس کا تعلق خالق حقیقی سے پیدا کرنے کے لئے ہمیں بہت جد و جہد کی ضرورت ہے۔ ہمیں پہلے سے زیادہ قربانیاں کرنی ہونگی۔

آج جبکہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کے سامنے اسلام کو جلد کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے لائے ہوئے دین کی اشاعت کیلئے ایک جامع اور وسیع پلان کا اعلان فرمایا یعنی صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ کا تو تمام دنیا احمدیت کی مخالفت پر اتر آئی کیا عرب ممالک اور کیا پاکستان اور دنیا کے دوسرے ملاتے ہر طرف ایک آگ سی بھڑک اٹھی پاکستان میں جو کچھ ہوا اور ہو رہا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ایسی صورت میں ہمیں زیادہ ہمت اور قربانی کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔

جیسا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"آپ لوگوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ ہمارے لئے یہ وقت بہت نازک ہے۔ ہر طرف مخالفت ہو رہی ہے اس کا مقابلہ کرتے ہوئے سلسلہ کی عزت اور وقار قائم رکھنا آپ لوگوں کا فرض ہے۔"

"تحریک جدید کو اس لئے جاری کیا گیا ہے کہ اس کے ذریعہ ہمارے پاس ایسی رقم جمع ہو جائے جس سے خدا تعالیٰ کے نام کو دنیا کے کناروں تک آسانی سے پہنچایا جا سکے تحریک جدید کو اس لئے جاری کیا گیا ہے تاکہ کچھ افراد ایسے میسر آ جائیں جو کہ اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے دین کی اشاعت کے لئے وقف کر دیں اور اپنی عمریں اس کام میں لگا دیں۔"

نظام تحریک جدید کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے جماعت کا مقام دنیا میں اتنا بلند کر دیا ہے کہ آج جماعت کو دنیا میں انٹرنیشنل حیثیت حاصل ہو گئی ہے سو اس تحریک کی اہمیت کے بارے میں حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک خطبہ میں بیان فرمایا:۔

"یہ تحریک اتنی اہم تھی کہ اگر یہ تحریک ہوتے ایک با ایمان انسان کے کانوں میں پہنچ جاتی تو اس کی رگوں میں بھی خون دوڑنے لگتا اور وہ سمجھتا کہ میرے خدا نے میرے مرنے سے پہلے ایک ایسی تحریک کا آغاز کرا کے اور مجھے اس میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرما کر میرے لئے اپنی جنت کو واجب کر دیا ہے۔"

دنیا میں بے شک دنیوی عزتوں کیلئے قربانی کرنے والے آجکل بہت لوگ مل جائیں گے۔ لیکن دنیا میں دین کی خاطر کم ہی لوگ قربانی کرتے ہیں۔ لیکن جماعت احمدیہ اس میدان میں بھی دنیا میں سب سے آگے ہے اور اسی کی خاطر حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے قرب میں آگے بڑھنے کا تحریک جدید کے ذریعہ ایک عظیم الشان موقعہ عطا فرمایا ہے اس کو ضائع مت کرو آگے بڑھو اور خدا تعالیٰ کے ان بہادر سپاہیوں کی طرح جو جان و مال کی پرواہ نہیں کیا کرتے اپنا سب کچھ خدا کی راہ میں قربان کر دو اور دنیا کو یہ نظارہ دکھا دو کہ بیشک دنیا میں دنیوی کامیابیوں و عزتوں کے لئے قربانی کرنے والے لوگ پائے جاتے ہیں مگر محض خدا تعالیٰ کے لئے قربانی

(باقی صفحہ پر)

خطبہ جمعہ

اسلام چاہتا ہے کہ ہر مسلمان اپنی جسمانی ذہنی اخلاقی اور روحانی قوتوں کی نشوونما کو کمال تک پہنچا دے

ہر احمدی کا یہ بنیادی فرض ہے کہ وہ اپنی تمام صلاحیتوں کی نشوونما کو انتہا تک پہنچانے کیلئے انتہائی محنت اور جفاکشی کی زندگی گذارے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۴ تبلیغ ۱۳۵۱ ہش مطابق ۴ فروری ۱۹۷۲ء بمقام مسجد مبارک ربوہ

سورہ فاتحہ کے بعد حضور نے ان آیات کی تلاوت فرمائی :-

"قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۝ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ۝"

(الکہف : ۱۰۴-۱۰۵)

"مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلَاهَا مَذْمُومًا مَدْحُورًا ۝ وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَشْكُورًا ۝ كُلًّا نُمِدُّ هَٰؤُلَاءِ وَهَٰؤُلَاءِ مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ ۚ وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا ۝ انْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ ۚ وَلَلْآخِرَةُ أَكْبَرُ دَرَجَاتٍ وَأَكْبَرُ تَفْضِيلًا ۝"

(بنی اسرائیل ۱۹ تا ۲۲)

اور پھر فرمایا :-

اللہ تعالیٰ نے ہمیں محنت کرنے کے متعلق جو حسین تعلیم دی ہے وہ یہ ہے کہ انسان کو جو بھی قوتیں اور طاقتیں دی گئی ہیں ان کی نشوونما کا انحصار اس کی انتھک محنت اور انتہائی کوشش پر ہے اس لئے انسان کو اپنی قوتوں کی کامل نشوونما کے لئے انتھک کوشش اور انتہائی جدوجہد کرنی چاہیئے۔

جیسا کہ قرآن کریم پر غور کرنے سے ہمیں معلوم ہوتا ہے۔ اصولی طور پر ہمیں

چار قسم کی قوتیں

اور صلاحیتیں عطا ہوئی ہیں (۱) جسمانی (۲) ذہنی (۳) اخلاقی اور (۴) روحانی اسلام ہمیں حکم دیتا ہے کہ ہر قسم کی قوت کی نشوونما کو کمال تک پہنچانے کے لئے انتہائی کوشش کرنی ضروری ہے اور ان چاروں قسموں میں سے کسی قسم کی قوت اور صلاحیت کو نظر انداز کرنے کی اجازت نہیں ہے کیونکہ "وَلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقٌّ" کی رو سے انسان کی تمام طاقتوں اور قوتوں کی صحیح اور کامل نشوونما ہونی چاہیئے۔ مثلاً رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم ہے کہ اگر چین سے علم حاصل ہو سکے تو چین جانا ضروری ہے۔ یعنی ذہنی اور علمی قوتوں اور استعدادوں کی کمال نشوونما کے لئے انتہائی سختیاں برداشت کرنی چاہئیں۔

پھر اخلاق پر بڑا زور دیا۔ فرمایا کھانا کھاتے وقت اس بات کو مدنظر رکھنا کہ تمہارے کھانے پینے کا کہیں تمہارے اخلاق پر برا اثر نہ پڑے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بات کو بڑی وضاحت سے بیان فرمایا ہے کہ اسلام میں جو ممنوعات ہیں وہ اس لئے ہیں کہ اخلاق درست رہیں۔ آپ نے فرمایا کہ سور کے گوشت کی ممانعت اسی لئے ہے کہ یہ انسانی جسم اور انسانی اخلاق پر اچھا اثر نہیں کرتا اور پھر ممنوعات میں صرف وہ چیزیں ہی نہیں آتیں کہ جن کے نہ کھانے کا حکم ہے بلکہ جس رنگ میں کھانے کا تعلق ہے اس کے بھی بعض پہلوؤں میں ممانعت ہے۔ مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ابھی بھوک کا احساس ہو تو کھانا چھوڑ دو۔ ایک مسلمان طیب ہی کھا رہا ہوگا لیکن اس میں بھی اسراف سے منع کیا۔ پھر ایسے کھانے سے بھی منع کیا جس کی مقدار ذہن یا اخلاق پر اثر کرنے والی ہو۔ اس لئے جو لوگ اس وقت تک کھاتے رہتے ہیں جب تک بھوک کا احساس قائم رہتا ہے بلکہ اس کے بعد بھی۔ ان کے جسم پر بھی اثر پڑتا ہے۔ ان کے اخلاق پر بھی اثر پڑتا ہے۔

اخلاقی طاقتیں

دراصل وہ فطرتی طاقتیں ہیں جو انسان کے اندر پائی جاتی ہیں۔ ان کے صحیح استعمال کو اخلاقی طاقت کہتے ہیں۔ مثلاً ایک فطرتی طاقت یہ بھی ہے کہ انسان بری چیز کو برا سمجھتا ہے اور اس کے دل میں اس کے متعلق غصہ پیدا ہوتا ہے۔ پس غصہ انسانی فطرت کی ایک طاقت ہے اس لئے یہ کم و بیش ہر انسان کے اندر (سوائے ان لوگوں کے جو مفلوج ہوں) کسی نہ کسی شکل میں پائی جاتی ہے۔ لیکن انسان کو محض نفرت کرنے یا غصہ کرنے کی طاقت ہی نہیں دی گئی۔ بلکہ نفرت اور غصے کے صحیح استعمال کی طاقت بھی دی گئی ہے اور اسی کو ہم اخلاقیات کہتے ہیں۔ یہ صحیح استعمال کی یہ طاقت انسان کے علاوہ دوسری مخلوق میں نظر نہیں آتی۔ کیونکہ انہیں اس کی ضرورت ہی نہیں ہوتی۔ مثلاً فرشتے ہیں۔ ان کو یہ طاقت ہی نہیں دی گئی کیونکہ ان کا اپنا ایک ایسا دائرہ ہے جس میں ان کی فطرت خود ہی اپنے ماحول کے مطابق تھوڑی بہت لچک پیدا کر دیتی ہے اور اس سے زیادہ کی انہیں ضرورت نہیں ہوتی یا مثلاً خوف ہے یعنی کسی چیز سے ڈرنا یہ بھی انسانی فطرت کا ایک حصہ اور اس کی ایک طاقت ہے اس کے صحیح استعمال کے لیے جو چیز ہمیں دی گئی ہے وہ اخلاقی قوت ہے۔ مثلاً جو شخص ڈرتا اور خوف کھاتا ہے اسے ہم نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں (اس معنی میں جو اسلام نے اخلاقی نفرت بیان کی ہے) اور دوسرا شخص جب ڈرتا ہے وہ ہمارا محبوب بن جاتا ہے یعنی جو شخص شیطان سے ڈرتا ہے، جو شخص دنیوی معبودوں کی پرستش کرنے سے ڈرتا ہے وہ ازلی ایک عقلمند صاحب فراست اور با اخلاق مسلمان ہے جس کی قوتوں کی گویا صحیح نشوونما ہو چکی ہے۔ اس لئے وہ شیطان وغیرہ کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے ان سے خوف کھاتا ہے۔ البتہ انسانوں سے نفرت کرنا اسلام نے ہمیں نہیں سکھایا۔ ان کی بداخلاقیوں سے نفرت کرنے کا حکم ہے لیکن اس خوف کو جو اس کے دل میں پیدا ہوا ہم اسے نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں) اور وہی خوف ایک اور شکل میں بھی ظاہر ہوتا ہے یعنی خشیت اللہ کے رنگ میں اور

اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا مطلب

یہ ہوتا ہے کہ ہم اس بات سے ڈرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سے ناراض نہ ہو جائے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اس بات سے ڈرتے ہیں کہ ہم اس کی نعمتوں اور فضلوں سے محروم نہ ہو جائیں ہم اس بات سے خوف کھاتے ہیں کہ اس کے پیار سے محروم نہ ہو جائیں۔ پس جو شخص اس رنگ میں خوف کا مظاہرہ کرتا ہے وہ ہماری نظر میں بڑا پیارا بن جاتا ہے۔ چنانچہ سب سے زیادہ خشیت اللہ کے مالک ہمارے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ ہمارے اس محبوب نے انتہائی خوف کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کا کامل پیار حاصل کیا۔ دوسری طرف انتہائی خوف ایک اور شکل میں ابوجہل کے دل میں تھا۔ اسے ہر وقت یہ خوف لاحق تھا کہ میری سرداری نہ چھن جائے یعنی اس کے دل میں یہ خوف رہتا تھا کہ حق و صداقت کے حق میں بات کرنے سے یا بتوں کے خلاف آواز اٹھانے سے اس کی سرداری نہ جاتی رہے۔ لیکن یہ خوف قابل نفرت ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے انسانی فطرت میں جو قوتیں اور استعدادیں رکھی ہیں ان کا ایسا استعمال ہو کہ جس سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو جائے یا اللہ تعالیٰ ہم سے خوش ہو جائے اور یہی ہماری اخلاقی قوت ہے۔

پھر

روحانی قوت

ہے جس سے ہم اللہ تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرتے ہیں اور جس کے نتیجہ میں ہم اس ورلی زندگی کے محدود ہونے کے باوجود ابدی نعمتوں کے وارث بن جاتے ہیں۔ میں اس تفصیل میں اس وقت نہیں جانا چاہتا کیونکہ یہ لمبا مضمون بن جاتا ہے۔

بہرحال اللہ تعالیٰ نے ہمیں چار قسم کی قوتیں اور استعدادیں اور صلاحیتیں عطا

فرمائی ہیں جن کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اگر تم ساری قوتوں اور صلاحیتوں کو نشوونما کے کمال تک نہیں پہنچاؤ گے تو تم خسران میں ہو گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

" ھَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِیْنَ اَعْمَالًا "

کیا ہم تمہیں بتائیں کہ دُنیا میں سب سے زیادہ گھاٹا پانے والا' سب سے زیادہ گمراہ اور ہلاکت میں پڑنے والا کون ہے ؟ فرماتا ہے۔ ہلاکت میں پڑنے والا اور راہ گم کرنے والا وہ شخص ہے جس نے اگرچہ اپنی جسمانی اور ذہنی طاقتوں کی نشو ونما کو انتہا تک پہنچا دیا۔ مگر

" ضَلَّ سَعْیُهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا "

اس نے اپنی اخلاقی اور روحانی طاقتوں کی طرف اور ان کی نشو و نما کی طرف توجہ نہ دی

غرض اس آیت میں ہمیں بڑی وضاحت سے بتایا گیا ہے کہ اگر ہم چاروں قسم کی قوتوں میں سے ہر قسم کی تمام قوتوں کی نشو و نما نہیں کریں گے تو ہم گھاٹے میں رہیں گے۔ مثلاً انسان کو چار قسم کی قوتیں دی گئی تھیں، مگر اس آیت کی رُو سے انسان نے دو قوتوں پر زور دیا اور باقی دو یعنی اخلاقی اور روحانی قوتوں کو نظر انداز کر دیا مگر آج تو ہمیں یہ سوچ کر شرم آتی ہے کہ جہاں تک ان دو کا تعلق تھا یعنی جسمانی اور ذہنی قوتوں کی نشو و نما کا اس میں بھی غیر مسلم دُنیا مسلمان کہلانے والوں سے آگے نکل گئی ہے۔ اُن کی جسمانی اور اُن کی ذہنی

قوتوں کی نشوونما

ایک مسلمان سے بہتر تھی تبھی تو وہ اس دُنیا میں ترقی کر گئے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے انہیں دھتکارا اور فرمایا۔ پرے ہٹ جاؤ میرے سامنے سے۔ کیونکہ ضَلَّ سَعْیُهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا میں یہی خسران کے معنے ہیں یعنی ان کی کوشش اور ان کی جدوجہد اور ان کی محنت اپنی قوتوں اور صلاحیتوں کی نشو و نما کے لحاظ سے ادھوری تھی۔ انہوں نے دو قسم کی نشو و نما کی طرف توجہ دی اور دوسری دو کو چھوڑ دیا۔ دُنیا کے متعلق ان کی کوششیں تھیں مگر اخلاقی اور روحانی قوتوں کا فقدان تھا۔ حالانکہ دنیا میں جب تک اخلاقی حسن نظر نہ آئے اس وقت تک انسانیت میں حسن نظر نہیں آسکتا۔ جسمانی اور ذہنی قوتوں کے ساتھ ساتھ اخلاقی اور روحانی استعدادوں کی بھی نشو و نما ہونی چاہیئے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس طرف اشارہ فرمایا ہے آپ نے فرمایا ہے کہ مذہب کے بغیر صحیح اخلاق پیدا ہو ہی نہیں سکتے۔ جن لوگوں نے مذہب کو چھوڑ دیا اور جن کے متعلق اللہ تعالےٰ کو یہ فرمانا پڑا کہ

" ضَلَّ سَعْیُهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا "

وہ مفلوج ہیں۔ وہ خسران میں ہیں وہ ہلاکت اور ضلالت میں پڑے ہوئے ہیں۔

پس ان آیات میں علاوہ اور بہت سی باتوں کے یہ بھی بتلایا گیا تھا کہ اگر ساری طاقتوں کی کمال نشو و نما کے لئے تمہاری طرف سے

انتہائی جدّوجہد

نہیں ہوگی تو تم گھاٹے میں رہو گے۔ یا اگر تم نے دو قسم کی قوتوں کی نشو و نما پر تو زور دیا اور دوسری کو بالکل بھول گئے تو یہ بات تمہارے لئے اور بھی زیادہ نقصان اور ہلاکت کا موجب ہوگی۔ لیکن اگر تم نے اپنی قوتوں کی صحیح اور انتہائی نشو و نما کے لئے آخری کوشش نہ کی تو پھر بھی تم گھاٹے میں رہو گے جس حد تک تمہاری کوشش میں کمی ہوگی۔ اسی حد تک تمہارا نقصان بھی ہوگا۔

غرض خدا تعالےٰ نے تمہیں بہت کچھ دینا چاہتا ہے۔ اللہ تعالےٰ تمہیں اس حد تک دینا چاہتا ہے جس حد تک اس نے تمہارے اندر لینے کی قوت اور طاقت پیدا کی ہے۔ اگر تم اس لینے کی طاقت کو انتہا تک نہ پہنچاؤ گے تو وہ تمہیں کچھ نہیں دیگا اس لئے کہ تم نے اس سے لینے کا خود کو اہل ہی نہیں بنایا۔ اگر تم محض دنیا کیلئے کوشش کرو گے تو دنیا تمہیں مل جائے گی۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے جو یہ فرمایا ہے

" مَنْ كَانَ یُرِیْدُ الْعَاجِلَةَ "

یہ ضَلَّ سَعْیُهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ہی ہے پس اگر تم محض دنیا کے لئے اپنی جسمانی اور ذہنی طاقتوں کی نشو و نما کو انتہا تک پہنچانے کے لئے محنت کرو گے تو دُنیا تمہیں مل جائے گی۔ لیکن

" ضَلَّ سَعْیُهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا "

کی رُو سے اس عارضی چند روزہ اور بے وفا دنیا کے بعد تمہیں کچھ نہیں ملے گا لیکن

وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰی لَهَا سَعْیَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ

کی رُو سے جو شخص اس دنیا کے بعد کی زندگی کے لئے بھی کوشش کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس دنیا کے انعامات کے علاوہ آخروی زندگی کی نعمتوں سے بھی اسے نواز تا ہے۔ ....

پس اللہ تعالےٰ نے انسان کو چار قسم کی

بنیادی صلاحیتیں

عطا کرکے فرمایا ہے کہ اگر تم اس دنیا کے انعامات اور اُخروی زندگی کے انعامات کے حصول کے لئے جو راہیں مقرر کی گئی ہیں ان پر چل کر انتہائی کوشش کرو گے تو اس دنیا میں بھی تم اللہ تعالےٰ کے بہترین انعاموں کے وارث بنو گے اور اُخروی زندگی میں بھی اس کے بہترین انعاموں کے وارث بنو گے۔ مگر یہ سب کچھ تم اپنے اپنے دائرہ استعداد کے اندر رہ کر حاصل کرو گے۔ کیونکہ اپنے دائرہ استعداد سے آگے تو کوئی شخص نہیں بڑھ سکتا نہ اس دنیا میں اور نہ اُخروی زندگی میں اسی لئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے

" كُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ " (الرحمٰن : ۳۰)

اس کا ایک نظارہ ہمیں یہاں بھی نظر آتا ہے بہر حال اپنے دائرہ استعداد اور دائرہ صلاحیت کے اندر ہر شخص اور (پھر اس کا مجموعہ جس کا نام قوم رکھتے ہیں) ہر قوم اس دنیا میں آگے سے آگے نکلتی چلی جائے گی اور اس طرح انسان بحیثیت انسان دو حصوں میں منقسم ہو جائے گا۔ ایک وہ انسان جس کا آدھا دھڑ مارا ہوا ہے یعنی اس کے وجود کا جو بُنیادی حصہ ہے اس میں تو زندگی کے آثار ہیں لیکن اس کے وجود کے اخلاقی اور روحانی حصوں میں ہمیں ایک بے حسی نظر آتی ہے یا جان نظر نہیں آتی اور دوسرا وہ جس کے دونوں حصوں میں جان نظر آتی ہے اور یہ وہ مسلمان ہے جس کی چاروں بنیادی قوتوں کی ارتقاء نہ صرف اس دنیا تک محدود ہے اور نہ صرف اس دنیا میں بندھی ہوئی یا محصور ہے بلکہ ایک مسلمان کی قوتوں کی ارتقاء کا تعلق ان کی نشو و نما کا تعلق اور پھر اس کے نتیجہ میں اس کا اللہ تعالیٰ کے انعاموں کے وارث ہونے کا جو تعلق ہے وہ اس دنیا کے ساتھ بھی ہے چنانچہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے آپ کی قوت قدسیہ اور تربیت کاملہ کے نتیجہ میں اپنی قوتوں اور صلاحیتوں کی نشو و نما کو ان کے کمال تک پہنچایا تو ہم دیکھتے ہیں کہ اس مادی دنیا کی سب دولتیں ان کے قدموں پر لا ڈالی گئیں اور انہوں نے اُخروی زندگی کے مزے اس دنیا میں لینے شروع کر دیئے کیونکہ جس شخص کو اللہ تعالےٰ یہ بشارت دیتا ہے کہ میں تجھ سے خوش ہوں تو گویا اس نے اس دنیا میں اُخروی زندگی کے مزے لے لئے۔ اُسے اور کیا چاہیئے۔ اصل چیز تو اللہ کی رضا اور اس کی خوشنودی ہے باقی سب کچھ اسی رضا اور خوشنودی کی تفصیل ہے۔ اس لئے جس شخص کو اللہ تعالےٰ کی رضا اور پیار مل جائے اُسے اور کیا چاہیئے۔

جیسا کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اللہ تعالےٰ اپنا پیار دیتا ہے اور اتنا دیتا ہے اور اس طرح دیتا ہے کہ ہماری عقل اس کا احاطہ نہیں کر سکتی۔

غرض اللہ تعالےٰ اپنا پیار تو دے گا لیکن اللہ تعالےٰ نے اس دنیا میں اس لذت اور اس سرور کا نچوڑ اس طرح دیدیا کہ فرمایا میں تم سے خوش ہوں۔ حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تیرے صحابہ سے خوش ہوں آپ نے ان کو بشارتیں دیدیں اور اس گروہ کے ایک حصہ کا نام مبشرہ رکھا گیا مختلف موقعوں پہ

مختلف معنوں میں

ان کو مبشرہ کہا گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اُن کو یہ بشارت دی گئی تھی اگر خود آنحضرت صلعم کے ذریعہ یہ بشارت نہ ملتی تو کوئی کہہ سکتا تھا پتہ نہیں یہ نفس ہی کا خیال نہ ہو یہ دھوکہ نہ ہو خود ان کے نفس کہتے ہیں پتہ نہیں نفس کی کمزوری کے نتیجہ میں کہیں یہ شیطانی وسوسہ نہ ہو اور شیطان ان کے دل میں کبر اور غرور پیدا نہ کرنا چاہتا ہو مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر کامل یقین رکھنے والے اور آپؐ کی باتوں کو خدا تعالےٰ کی وحی یا اس کی تفسیر سمجھنے والے گروہ کو جب خدا تعالےٰ کی طرف سے اس کے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کے ذریعہ بشارت ملی تو پھر ان کے لئے کوئی شبہ اور ابہام باقی نہ رہا۔

پس اس دُنیا میں رُوحانی لذّتوں اور سرور کے ہزارہا سامان پیدا کر دیے گئے ہیں۔ میں تو اس وقت مثال دے کر بعض باتیں بیان کر رہا ہوں ورنہ

روحانی نعمتوں

کا تو کوئی شمار ہی نہیں ہو سکتا۔ اس اگلی زندگی کے جو جھنڈے جھونکے ہیں وہ تو یہاں مل جاتے ہیں اور بے شمار ملتے ہیں لیکن بہرحال ایک مسلمان کی زندگی جو اللہ تعالیٰ کے انعامات سے بھری ہوئی ہے اور جو اخلاقی اور روحانی لذّتوں اور سرور کی آماجگاہ ہے اس زندگی کا تعلق اُس لذّت کا تعلق اور اللہ تعالیٰ کے اُس پیار کا تعلق اِس دنیا کی زندگی کے ساتھ بھی ہے لیکن اُس اگلی زندگی کے ساتھ حقیقی اور شدید تعلق ہے اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ جنتیں دو ہیں۔ ایک اِس دُنیا کی جنت اور ایک اُس آخروی دُنیا کی جنت، جو شخص اللہ تعالیٰ کے پیار کو پالیتا ہے اُسے اِس دنیا میں بھی جنت مل جاتی ہے۔

ان ساری باتوں سے ایک یہ نتیجہ بھی بڑا واضح اور نمایاں طور پر نکلتا ہے کہ ایک احمدی بچے بوڑھے اور جوان مرد و زن کا یہ

بنیادی فرض

ہے کہ وہ اپنی تمام صلاحیتوں کی نشو و نما کو انتہا تک پہنچانے کے لئے انتہائی محنت اور جفاکشی کی زندگی گذارے اس کے بغیر زندگی کا کوئی مزہ نہیں اس کے بغیر زندگی کی کوئی لذت نہیں اس کے بغیر زندگی کا کوئی سرور نہیں یہ میں اس لئے کہتا ہوں کہ اگر ہمارا رب مثلاً کسی سے یہ کہے کہ میں تجھے اپنے سو پیار دینا چاہتا ہوں اور وہ کہے کہ اے ہمارے پیدا کرنے والے پیارے محبوب خدا میں تو تیرے بیس پیار لوں گا اور باقی کو چھوڑ دوں گا اس میں زندگی کا کیا مزہ ہے!

پس اللہ تعالیٰ تمہیں جتنا پیار دینا چاہتا ہے وہ تم حاصل کرو مگر اس کا انحصار تمہاری صلاحیتوں اور قوتوں کے پیمانہ پر ہے اس لئے تم اپنے اس پیمانے کو آدھا نہ بھرو اور نہ اس میں کوئی سوراخ ہونے دو کہ کہیں وہ چیز بھی بیچ میں سے بہہ نہ جائے جو تم نے حاصل کی ہے غرض جس حد تک تم

خدا تعالیٰ کی محبت

کو حاصل کرنے کے اہل اور قابل بنائے گئے ہو۔ تم انتہائی کوشش کرو کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کو اپنی اہلیت کے مطابق انتہائی طور پر پالو تاکہ تمہیں اس دنیا کے انعامات بھی ملیں اور اُس دنیا کے انعامات بھی ملیں۔

پس یہی محنت ہے یہی جد و جہد ہے یہی جہاد ہے یہی کوشش ہے اور یہی جفاکشی ہے جس کی طرف اسلام ہمیں بلاتا ہے اور جس پر قرآن کریم نے مختلف پہلوؤں سے مختلف رنگوں میں بار بار زور دیا ہے اور اس کی تاکید فرمائی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس بات کی توفیق عطا فرمائی کہ عمل میں احسان کو مدّنظر رکھیں اس عمل کی خوبصورتی کو انتہا تک پہنچانے کے لئے جس حُسنِ علم کی ضرورت ہے ہم اس کو بھی حاصل کر سکیں۔ عربی لغت میں

اَحْسَنَ فِی الْعَمَلِ

کے یہ معنے کئے گئے ہیں کہ — وہی شخص اچھا ہے جس کے کام میں حُسنِ علم بھی ہے اور حُسنِ عمل بھی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ حُسنِ علم کے بغیر حُسنِ عمل ہو ہی نہیں سکتا جب ہمیں یہ پتہ ہی نہ ہو کہ اپنے عمل کو یا اپنی کوشش کو یا اپنی قربانیوں کو کس طرح کس رنگ میں اور کن جہات سے ہم خوبصورت سے خوبصورت بنا سکتے ہیں۔ تو ہمارا عمل ادھورا رہ جائے گا کیونکہ ہمیں اپنے عمل کو خوبصورت بنانے کا علم نہیں ہے اس واسطے جن راہوں پر چل کر انتہائی کوشش کرنی چاہیئے ان راہوں کا علم بھی ہونا چاہیئے اور ان پر چلنا بھی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ

یعنی اگر تم اچھا کام کرو گے تو اس کا

بہترین نتیجہ

تمہیں مِل جائے گا اس میں احسان فی العمل کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اگر تم اپنے کاموں میں حسن علم اور حسن عمل پیدا کرو گے تو تم اپنی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا حسین ترین جلوہ دیکھو گے تم اپنے جسمانی اور روحانی حواس سے اس کے حُسن کو اس کے پیار کو اور اس کی محبت کو محسوس کرو گے اس سے زیادہ نہ کچھ اور ہو سکتا ہے اور نہ عقلاً ممکن ہے۔

پس اگر تم اللہ تعالیٰ کے انتہائی پیار اس کے انتہائی انعام اور اس کی انتہائی رحمتوں اور اس کے انتہائی فضلوں کے وارث بننے کے اہل ہو گئے تو تمہیں یہ سب کچھ ملے گا۔ لیکن ایک مسلم کی محنت اور ایک غیر مسلم کی محنت میں یہ فرق ہوتا ہے اور اس فرق کو ہمیں اپنے سامنے رکھنا چاہیئے اور اسی کے مطابق ہمیں عمل کرنا چاہیئے اور وہ یہ ہے کہ ایک غیر مسلم سب صلاحیتوں کی کمال نشو و نما کی طرف متوجہ نہیں ہوتا لیکن ہمیں ساری قوتوں کو (یعنی ہر چہار قسم میں سے ہر قسم میں جتنی قوتیں اور صلاحیتیں ملی ہیں ان میں سے ہر ایک کو) نشو و نما کی کمال تک پہنچانے کے لئے جس محنت کی ضرورت ہے اس کی ہم انتہا کر دیں تو پھر اللہ تعالیٰ کا پیار ہمارے لئے انتہائی اعلیٰ شکل میں ظاہر ہوگا اور ہمیں دُنیا کی اور دین کی اور اِس زندگی کی اور اُس اگلی زندگی کی ساری ہی خوشیاں مِل جائیں گی۔

خُدا کرے

کہ جس طرح صحابہ کرامؓ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اللہ تعالیٰ کے انتہائی انعاموں کو پالیا تھا اسی طرح ہم عاجز بندے بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوّتِ قدسیہ کے طفیل اللہ تعالیٰ کے انتہائی انعاموں کو حاصل کرنے والے بن جائیں۔ آمین۔

اخبارِ قادیان

✦ مورخہ ۲؍۱۱ کو مکرم چوہدری محمد عبد اللہ صاحب درویش سیکرٹری بہشتی مقبرہ کے ہاں لڑکی تولد ہوئی۔ محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے "امۃ الباسط" نام تجویز فرمایا ہے۔ احباب نومولودہ کے نیک صالح اور والدین کے لئے قرۃ العین بننے کے لئے دُعا فرمائیں۔

✦ مورخہ ۸؍۱۱ کو مکرم سید محمد شریف شاہ صاحب درویش کو امرتسر سرکاری ہسپتال میں آنکھوں کے موتیا بند کے آپریشن کے لئے داخل کرایا گیا ہے۔ احباب ان کے آپریشن کی کامیابی اور صحت کاملہ کے لئے دُعا فرمائیں۔

✦ مورخہ ۵؍۱۱ کو مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کا اجتماعی وقار عمل اور مورخہ ۶؍۱۱ کو تعلیم الاسلام ہائی سکول کے اساتذہ وطلباء کا اور مورخہ ۷؍۱۱ کو جنرل وقار عمل منایا گیا جس میں جملہ ناظر صاحبان وافسران صیغہ جات اور کارکنان صدر انجمن احمدیہ کے علاوہ اراکینِ مجالسِ خدام الاحمدیہ وانصار اللہ شریک ہوئے۔

✦ مورخہ ۶؍۱۱ کو بعد نماز عشاء ایک تربیتی جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد مکرم قریشی محمد حنیف صاحب سائیکل سیاح نے نوجوانوں کے اندر تبلیغی جوش پیدا کرنے کی غرض سے پنجابی زبان میں لکھی ہوئی اپنی ایک نظم سنائی بعد ازاں مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل دہلوی صدر اجلاس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک تبلیغی خط پڑھ کر سنایا۔

اعلانِ نکاح

عزیزہ کوثر احمد صاحبہ بنت مکرم پروفیسر عزیز احمد صاحب چائباسہ (بہار) کے نکاح کا اعلان، مکرم ناصر احمد صاحب سہگل ولد مکرم بخش الٰہی صاحب سہگل آف کلکتہ کے ساتھ مورخہ ۱؍۱۱ کو بعد نماز مغرب مسجد مبارک قادیان میں خاکسار نے مبلغ پانچ ہزار روپے حق مہر کے عوض، کیا۔

لڑکی کے وکیل کے طور پر خاکسار نے اور ناصر احمد صاحب سہگل کے وکیل کے طور پر مکرم مولوی حکیم محمد دین صاحب نے منظوری کا اعلان کیا۔

احباب جماعت دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ دونوں خاندانوں اور جماعت کے لئے بابرکت فرمائے۔ آمین۔

خاکسار:
مرزا وسیم احمد۔ قادیان

قسط اوّل

حوادثِ زمانہ یا عذابِ الٰہی

از قلم محترم مکرم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب

یہ سوال بڑی دیر سے سینکڑوں بلکہ ہزاروں سال سے انسانی ذہن کو اُلجھائے ہوئے ہے کہ حادثاتِ طبعی کا کوئی تعلق اللہ تعالےٰ کی ناراضگی سے ہے یا نہیں؟

اس سلسلہ میں دو نظریات ایکدوسرے کے مقابل پر کھڑے نظر آتے ہیں۔ ایک نظریہ اس امر پر مشتمل ہے کہ دُنیا میں جتنے بھی حادثات واقع ہوتے ہیں یا جو آفات رُو نما ہوتی ہیں یہ سب قوانینِ طبعی کے ماتحت خود بخود ظاہر ہوتے چلے جاتے ہیں اور انسان کے اعمال اس کی نیکی بدی یا رسولوں کے انکار سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ دوسری طرف قدیم سے تمام قطعۂ ارض پر بسنے والے اہلِ مذاہب کسی نہ کسی رنگ میں یہ مانتے چلے آئے ہیں کہ عذاب اور آفات جب بھی غیر معمولی نوعیت اختیار کر جائیں تو قوانینِ طبعی کے دائرے سے نکل کر قوانینِ غیر طبعی کے حلقہ میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ ان سب مذاہب میں خدائے واحد و یگانہ کا وہ تصور تو نہیں ملتا جو اسلام نے پیش کیا ہے لیکن اپنے اپنے رنگ میں اس بات پر سب کا اتفاق نظر آتا ہے کہ یہ عذاب اور آفات کسی باشعور ہستی کے فیصلے کے نتیجہ میں رو نما ہو سکتے ہیں۔ خواہ اس کا نام سورج دیوتا بیان کیا جائے۔ یا بادلوں کا خدا یا پہاڑوں کی رُوح یا سمندروں کی دیوی، وہ تمام مذاہب بھی جو خدا تعالےٰ کی مختلف صفات میں بعض خیالی خداؤں کو شریک ٹھہراتے ہیں۔ غیر معمولی آفاتِ سماوی و ارضی کو غیر طبعی قرار دیتے چلے آئے ہیں۔ وہ مذاہب جن میں توحید باری تعالےٰ کا عقیدہ آج تک محفوظ چلا آرہا ہے ان میں بھی اگرچہ نظریہ توحید کی تفاصیل میں کچھ نہ کچھ فرق ملتا ہے لیکن اس بات پر وہ بھی متفق ہیں کہ آفاتِ سماوی یا حادثاتِ طبعی ایک واحد خدا کی ناراضگی کا مظہر ہوتے ہیں۔ ان مذاہب میں سرِ فہرست اسلام ہے اس کے بعد یہودیت اور پھر عیسائیت جو بیک وقت توحید کی بھی دعویدار ہے اور تثلیث کی بھی۔

یہ ایک دلچسپ معمہ ہے اور آج کی دُنیا میں جبکہ انسان طبیعات کے بہت سے گہرے اسرار کا واقف ہو چکا ہے اور ان تمام آفات و مصائب یا حوادث کے تہ بہ تہ عوامل اور محرکات کی گہری تحقیقات کر کے بہت سے سربستہ رازوں پر سے پردہ اُٹھا چکا ہے، یہ سوال حق پرست انسانوں کے لئے بھی اور اہلِ مذاہب کے لئے بھی دوہری اہمیت اختیار کر گیا ہے۔ اہلِ مذاہب کے بارے میں یہ کہنا یقیناً درست ہوگا کہ آج یہ سوال پہلے سے کئی گنا بڑھ کر اہم اور قابلِ توجہ بن چکا ہے کیونکہ پہلے اہلِ دنیا جس خیال کو ظاہری مشاہدات کی بناء پر مانتے چلے آرہے تھے۔ آج ان کے ہاتھ میں صرف ظاہری مشاہدہ کا ہتھیار ہی نہیں بلکہ عالمِ طبعی کی تہہ بہ تہہ جستجو کے نتیجہ میں جو حقائق وہ دریافت کر چکے ہیں وہ سب اس طرف اشارہ کرتے نظر آتے ہیں کہ تمام امور قوانینِ طبعی کا طبعی نتیجہ ہیں اور کسی مافوق البشر ہستی کی دخل اندازی سے ان کا کوئی تعلق نظر نہیں آتا۔ اہلِ مذاہب اس کے برعکس ابھی تک اسی مقام پر کھڑے نظر آتے ہیں جس پر وہ پہلے تھے۔ اور کوئی ایسی نئی تحقیق مذاہب کے ماننے والوں کی طرف سے پیش نہیں کی گئی جو اس مؤقف کی مزید تائید یا تصدیق کر سکے کہ حوادثِ زمانہ کا کوئی تعلق کسی مافوق البشر ہستی سے ہے

جماعتِ احمدیہ چونکہ از سرِ نو بڑے زور اور اصرار کے ساتھ اس نظریئے کو دُنیا کے سامنے پیش کر رہی ہے کہ حوادث اور مصائب کی صورت میں جو بظاہر طبعی ہمیں نظر آتے ہیں ان کا تعلق یقیناً اللہ تعالےٰ کی ناراضگی کے ساتھ بھی ہے۔ اس لئے خصوصیت کیساتھ جماعتِ احمدیہ کی یہ ذمہ داری ہے کہ جماعت سے وابستہ محققین اور مبصرین اس مسئلہ کے ہر پہلو کی چھان بین کر کے نہ صرف اس امر کی وضاحت کریں کہ جماعتِ احمدیہ کے اس نظریہ کا حقیقی مفہوم کیا ہے بلکہ اس نظریہ کی تائید و تصدیق میں ایسے دلائل بھی پیش کریں جو نئے علوم کی روشنی میں بنائی ہوئی عقل کو مطمئن کر سکیں۔ آج دُنیا کا جو انسان ہمارا مخاطب ہے وہ ہزار دو ہزار یا پانچ ہزار سال کے انسان کی نسبت مادی علم کے میدان میں اتنا آگے نکل چکا ہے کہ محض دعاوی کی تکرار سے اور کسی نظریہ کو بلند آواز سے بیان کرنے کے نتیجہ میں ہرگز تسلی نہیں پا سکتا۔ پس مذہب اور لادینیت کی جنگ میں ایک یہ بھی میدان ہے جو ابھی سر کرنے والا ہے۔ اس وقت تک تو اس معرکے کا جو نتیجہ ظاہر ہوا ہے وہ مذہب کی شکست اور لامذہبیت کی فتح دکھائی دیتا ہے یہ فتح اس حد تک نمایاں نظر آتی ہے کہ اہلِ اسلام کا بھی ایک بڑا طبقہ مادی نظریہ طبیعات سے متاثر ہو کر مافوق البشر مداخلت کے عقیدہ سے منحرف ہو چکا ہے۔ اگرچہ غیر معمولی مصائب کے وقت عامۃ الناس کبھی کبھی تو زبان سے یہ پکار اُٹھتے ہیں کہ یہ تو عذاب ہے اور چند دن کے لئے جب تک مصیبت اُن کو گھیرے رکھے اذانیں دے کر یا استغفار کر کے یا دعائیں مانگ کر اللہ تعالےٰ کی جانب رجوع بھی کرتے ہیں لیکن عملاً ان مظاہرِ قدرت کو عذاب قرار دینے کے باوجود ان کی زندگی میں کوئی بنیادی فرق نہیں پڑتا اور اللہ تعالےٰ کی طرف توجہ ایک عارضی خیال کی طرح دل و دماغ سے ایک مسافر کی طرح گذر جاتی ہے۔ مزید برآں عمومی رنگ میں حوادث کو عذابِ الٰہی قرار دینے کے باوجود وہ قرآن کریم کے اس دعویٰ کی طرف پھر بھی توجہ نہیں کرتے کہ ان عذابوں کا تعلق محض بداعمالیوں سے ہی نہیں بلکہ رسولوں کے انکار سے بھی ہے۔ بلکہ اس حد تک ہے کہ بداعمالیوں کی سزا کے نتیجہ میں بھی یہ عذاب اس وقت تک ظاہر نہیں ہوتے جب تک اللہ تعالیٰ کوئی تنبیہہ کرنے والا پیغمبر ان میں نہ بھیج دے اور وہ بروقت متنبہ کر کے دنیا کو نیکیوں کی طرف بلانے کی کوشش نہ کرے۔

جماعتِ احمدیہ جو اس نظریئے کی بھی بڑے وثوق سے قائل ہے۔ روزمرہ اس سلسلہ میں تلخ تجربات کا سامنا کرتی رہتی ہے اور آئے دن احمدیوں کو ایسے دوستوں سے تبادلۂ خیالات کا موقعہ ملتا رہتا ہے جو غیر معمولی آفات کو عذابِ الٰہی ماننے پر تیار ہو جاتے ہیں لیکن اس بات کو تسلیم کرنے پر ہرگز آمادہ نہیں ہوتے کہ ان عذابوں کے ظہور سے قبل اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ کی اصلاح اور تنبیہہ کے لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمتی نبی بنا کر بھیجا ہے۔ یہی نہیں بلکہ احمدیوں کو اس سلسلہ میں بعض اوقات سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور ان پر یہ طعن کیا جاتا ہے کہ ہر مصیبت جو دُنیا پر نازل ہوتی ہے تم اسے مرزا غلام احمد کی صداقت کی دلیل کے طور پر پیش کرتے ہو۔ یہ کیا تمسخر ہے؟ چلی میں زلزلہ آئے یا چین کی سرزمین لرزش کھا رہی ہو۔ ترکی، اٹلی یا ایران کی عمارتیں تہہ و بالا ہو رہی ہوں یا ہزارہ اور مردان کی سرزمین قیامت کا نمونہ دیکھے۔ بارشیں آئیں، خشک سالی ہو، آندھیاں چلیں یا ہوائیں بند ہوں غرضیکہ حوادثِ قدرت کوئی بھی کروٹ لیں تم لوگ بلا سوچے سمجھے ہر طبعی واقعہ کو مرزا صاحب کی سچائی کی دلیل کے طور پر پیش کرنے لگ جاتے ہو۔ ذرا سوچو کہ یہ کیسا غیر معقول اور مضحکہ خیز طریق ہے جس سے آج کی دُنیا میں کوئی بھی متاثر ہونے کے لئے تیار نہیں۔ یہ باتیں سن کر بعض احمدی تو اظہارِ حسرت کے سوا اور کوئی قدرت نہیں رکھتے، بعض خود اس معاملہ میں متفکر اور متردد ہو جاتے ہیں کہ کہیں واقعۃً یہ محض ہمارا خیال ہی تو نہیں۔ جب سے دُنیا بنی ہے آفات اور مصائب سے اہلِ دُنیا کا واسطہ پڑتا ہی چلا آ رہا ہے پھر ہم کیسے ان طبعی واقعات کو صداقتِ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طور پر پیش کر سکتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ سوچ کا سلسلہ کسی منزل پر رُک نہیں سکتا بلکہ اس خیال کے آتے ہی معاً تصور کی دوسری چھلانگ اس جانب لپکتی ہے کہ قرآن کریم میں کیوں حوادثِ طبعی کو بڑے اصرار اور تکرار کے ساتھ انبیاء کی صداقت کی دلیل کے طور پر پیش کیا گیا ہے اور کیوں قرآن مجید اس مضمون سے بھرا پڑا ہے کہ خدا کے کسی مرسل کے انکار کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک کے بعد دوسری قوم کو ہلاک کیا اور صرف وہی باقی رکھے گئے جو ایمان لانے والے تھے؟ پھر کیوں قرآن کریم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید میں بھی بار بار یہی دلیل پیش کرتا ہے اور انسانوں کو تنبیہہ کرتا ہے کہ اگر رسولوں کے سردار کا انکار کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے جو سلوک کمتر درجہ کے انبیاء کے منکرین کے ساتھ کیا تھا وہی سلوک بلکہ اس سے بڑھ کر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے منکرین سے بھی کیا جائے گا اور خدا کا یہی سلوک اس بات کی گواہی دے گا کہ یہ رسول اپنے تمام دعاوی میں سچا تھا۔ پس اس منزل پر تصور کی چھلانگ مسئلے کو احمدیت کے دائرے سے نکال کر وسیع تر اور بلند تر اصولی سوال تک پہنچا دیتی ہے کہ فی ذاتہٖ اس دعویٰ کی حقیقت کیا ہے؟ کیا کسی بھی مذہب کے لئے اصولاً یہ جائز ہے کہ حوادثِ زمانہ کو عذابِ الٰہی قرار دے یا خدا تعالیٰ کے کسی مرسل کے انکار کا نتیجہ بیان کرے؟

اس تمہیدی بیان کے بعد جس سے مسئلہ کی اہمیت خوب اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے میں کوشش کروں گا کہ جس حد تک ممکن ہو اس کے مختلف پہلوؤں پر کچھ نہ کچھ روشنی ڈالوں اور اپنے دوسرے بھائیوں کو اس بارہ میں مزید فکر و تدبر کی دعوت دوں۔

احمدیت کا نظریہ

احمدی اپنے نظریہ کی بنیاد کلیۃً قرآن کریم پر رکھتے ہیں۔ اور نظریہ کے ہر پہلو کا استنباط بھی قرآن کریم سے ہی کرتے ہیں۔ اس لئے جب میں احمدی نظریہ کہتا ہوں تو مراد یہ ہے کہ وہ نظریہ جو جماعت احمدیہ کے نزدیک فی الحقیقت اسلامی نظریہ ہے خواہ اسلام کے دوسرے فرقے اس سے اتفاق کریں یا نہ کریں۔ بہرحال احمدیہ نظریہ کے حسبِ ذیل پہلو خاص طور پر ذہن نشین ہونے چاہئیں

ورنہ مادہ پرستوں کے ساتھ تبادلہ خیالات میں کئی پہلوؤں سے معاملہ الجھ سکتا ہے اور ایک احمدی کے لئے مشکلات پیش آسکتی ہیں۔

(ا) احمدی ہرگز اس بات کا انکار نہیں کرتے کہ دنیا میں رونما ہونے والے حوادث، مصائب اور زلازل وغیرہ کی طبعی وجوہات موجود ہیں اور یہ تمام امور قانونِ طبعی کے تابع رونما ہوتے ہیں۔ احمدیوں کے نزدیک مذہب کا خدا بھی وہی خدا ہے جو مادی عالم کا خدا ہے اور جن کو ہم قوانینِ طبعی قرار دیتے ہیں۔ وہ قوانین طبعی بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے نتیجہ ہیں اور اس کے مقرر کردہ ضابطوں کے ماتحت کام کر رہے ہیں اگرچہ انسان نے تحقیق و جستجو کے بعد اس سلسلہ میں بہت کچھ دریافت کیا ہے لیکن قوانینِ طبعی کی جستجو کرنے والے مفکرین اور محققین بلا استثناء اس بات پر متفق نظر آتے ہیں کہ جستجو کا یہ سلسلہ لامتناہی ہے اور اسباب کی کڑیوں میں سے جس قدر بھی ہم دریافت کرتے چلے جائیں کسی کڑی کو بھی پہلی کڑی قرار نہیں دیا جا سکتا بلکہ ہر سبب بذاتِ خود ایک مسبب کا متقاضی ہے جس کا آگے کوئی سبب ہونا چاہیئے۔ جب اس سبب کو تلاش کیا جائے تو اس کا آگے کوئی سبب ڈھونڈنا پڑتا ہے۔ جب اس کو تلاش کر لیا جائے تو اگلے سبب کی طرف رہنمائی کرتا ہوا ایک دروازہ دکھائی دیتا ہے کہ اس کو بھی کھولو اور اس سے اگلے سبب کو تلاش کرو۔ غرضیکہ اسباب کا یہ سلسلہ جہاں تک انسانی عقل کی دسترس کا تعلق ہے لامتناہی ہے۔ پھر کون جانے کہ اصل سبب کون تھا کیا ہے۔ اور کہاں پہنچ کر یہ سلسلہ ختم ہوگا! قرآن کریم پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ ہر چیز کا سبب اوّل بھی اللہ تعالیٰ کی ہی ذات ہے اور آخری نتیجہ بھی اسی کی ذات کی طرف لے جانے والا ہے۔ وہ اوّل بھی ہے اور آخر بھی ہر چیز کا سرچشمہ وہی ہے اور ہر چیز کا مرجع بھی وہی ہے۔ ہم جو روز مرّہ گفتگو میں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کا ورد کرتے ہیں۔ درحقیقت اس میں اسی بنیادی نظریہ کا اقرار و اعادہ کیا جاتا ہے۔ پس جماعت احمدیہ قوانینِ طبعی کو قوانین مذہب سے علیحدہ کوئی خود مختار متوازی نظام تصور نہیں کرتی اس لئے یہ تسلیم کر لینے کے باوجود کہ بلاشبہ تمام مادی تغیرات قوانینِ طبعی کے نتیجہ میں رونما ہوتے ہیں۔ یہ بھی تسلیم کرتی ہے اور ان دونوں اعتقادات میں کوئی تضاد نہیں پاتی کہ تمام قوانینِ طبعی اللہ تعالیٰ کی قدرت اور مقرر کردہ توانین کے تابع کام کرتے ہیں اور وہ تمام قوت جو طبعی تبدّل و تغیر کے وقت استعمال ہوتی یا خارج ہوتی ہے اس کا سرچشمہ بھی اللہ تعالیٰ کی ہی ذات ہے۔

(۲) جماعت احمدیہ یہ اعتقاد رکھنے کے باوجود کہ غیر معمولی حوادث اور مصائب اللہ تعالیٰ کی خاص مشیت سے تعلق رکھتے ہیں ہرگز یہ عقیدہ نہیں رکھتی کہ ہر قدرتی حادثہ اور ہر تغیر اور ہر تباہی عذابِ الٰہی کی آئینہ دار ہوا کرتی ہے۔ عموماً ایک دنیا دار مادہ پرست مذہبی نظریہ کو صحیح رنگ میں نہ سمجھنے کے نتیجہ میں معترض ہو جاتا ہے اور کسی حد تک اس کے اعتراضات درست بھی ہوتے ہیں۔ اگر انسان اپنی طرف سے کوئی نظریہ بنا کر مذہب کے سر تھوپ دے تو لازماً اس میں تضادات اور نقائص پلتے جائیں گے۔ نتیجۃً غیر مذہبی طاقتوں کو موقعہ میسر آ جائے گا کہ اس نظریئے کی خامیاں ظاہر کر کے یہ ثابت کریں کہ جس مذہب نے یہ غلط نظریہ پیش کیا ہے وہ مذہب ہی جھوٹا اور ناقابلِ اعتقاد ہے اور انسانی عقل اس کی رہنمائی کو قبول نہیں کر سکتی یہی مصیبت تھی جس کا احیائے علوم کے زمانہ میں عیسائیت کو سامنا کرنا پڑا اور عیسائی پادری اپنے مذہب کی طرف ایسے خود ساختہ نظریات منسوب کر رہے تھے جن کا الہامِ الٰہی سے کوئی تعلق نہ تھا۔ یا تو وہ جڑے ہوئے بائیبل کے فرضی قصے تھے یا آیات تورات کی غلط تشریحات پر مبنی مفروضے نتیجہ یہ نکلا کہ انسان نے خصوصاً اہلِ یورپ نے جب قوانینِ قدرت کی چھان بین کی اور بہت سے انکشافات کو واضح طور پر عیسائی نظریات کے مخالف پایا تو عیسائیت کو ایک فرسودہ اور جھوٹا مذہب سمجھ کر ترک کرنا شروع کر دیا پھر یا تو کھلم کھلا انہوں نے عیسائیت سے بغاوت کی یا پھر عملاً اس طرح اس سے منحرف ہو گئے کہ گو زبان نے تو انکار نہ کیا لیکن اعمال نے اس کا جوا اتار پھینکا اور ایک آزاد مادی اور مادہ پرست یورپین سوسائٹی رونما ہوئی۔ جو عیسائیت کی قیود سے ہر قسم پہلو میں آزاد تھی۔ پس مسلمانوں کو اس المیہ سے یہ سبق سیکھنا چاہیئے اور خصوصاً احمدیوں کو کہ وہ اسلام کے عالمگیر غلبہ کے لئے کوشاں ہیں غیر معمولی احتیاط سے کام لینا چاہیئے۔ اور کسی نظریہ کو مذہب کی طرف منسوب نہ کرنا چاہیئے جس کا مذہب دعویدار نہ ہو۔ جہاں تک قرآن کریم، احادیث نبویہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے ارشادات سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہیں بھی اسلام کا یہ دعویٰ نظر نہیں آتا کہ ہر طبعی حادثہ اور تغیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب کا حکم رکھتا ہے۔ ہاں یہ دعویٰ ضرور ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بسا اوقات مادی اور طبعی قوانین کو ان مادی طاقتوں کی ہلاکت پر مامور کر دیا جو روحانی اور مذہبی اقدار کی نہ صرف منکر تھیں بلکہ مادی ذرائع کو استعمال کر کے روحانی اور مذہبی اقدار کو مٹانے کے درپے تھیں پس جب بھی یہ صورت ظاہر ہو کہ مادی نظریات روحانی نظریات سے ٹکرا جائیں اور مادی طاقت مذہبی اقدار کے خلاف علمِ بغاوت بلند کرے اور سرکشی میں بڑھتی چلی جائے۔ تو ایسی صورت میں قرآنی نظریہ کے مطابق قوانینِ طبعی کو ہی ایسی مادی طاقتوں کو مٹانے یا مغلوب کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ گویا لوہا لوہے کو کاٹتا ہے یا انگریزی محاورے کے مطابق Set a thief to catch a thief کا منظر نظر آتا ہے یعنی وہ لوگ جو کسی مافوق البشر طاقت کے منکر اور صرف موجود مادی دنیا کے ہی قائل ہوتے ہیں۔ انہی کی مسلّمہ موجود مادی دنیا کو ان کی ہلاکت اور تباہی پر مامور کر دیا جاتا ہے۔ ایسے واقعات کو مذہبی اصطلاح میں عذاب الٰہی کا نام دیا جاتا ہے اور اس نظریئے سے کوئی ٹکراؤ یا مقابلہ نہیں کہ ایسے واقعات اپنے پس منظر میں طبعی عوامل رکھتے ہیں۔ مثلاً فرعون کی غرقابی کے واقعہ کو ہی لے لیجئے۔ نیل کے ڈیلٹا میں فرعون اپنے قافلہ سمیت غرق ہوا۔ روزانہ دو دو مرتبہ جوار بھاٹا آیا ہی کرتے تھے۔ اب ان گنت سالوں سے یعنی جب سے کہ دریائے نیل وجود میں آیا۔ اس کا پانی سمندر میں داخل ہوتے وقت روزانہ اسی اُتار چڑھاؤ کا منظر پیش کرتا رہا۔ خدا جانے کتنے جانور یا ابتدائی انسان یا ابتدائی آبادیوں کے انسان یا بعد کے غیر مہذب خانہ بدوش قبائل غلط اندازوں یا کم علمی یا لاعلمی کی وجہ سے اس جوار بھاٹا کی نذر ہو گئے۔ لیکن نہ تو قرآن مجید نے، نہ کسی اور مذہبی صحیفہ نے اس جوار بھاٹا کے نتیجہ میں مرنے والوں کو عذاب الٰہی کا مورد قرار دیا۔ پس قانونِ قدرت بلاشبہ اپنی روش پر جاری وساری ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے ہر مہلک تغیر کو نہ عذاب الٰہی قرار دیا جا سکتا ہے نہ اسلام اس کا دعویدار ہے۔ ہاں بعض صورتوں میں جن کا قدرے تفصیلی ذکر آگے چل کر کیا جائے گا یہی مظاہرِ قدرت مذہبی اصطلاح میں عذابِ الٰہی کا نام پا لیتے ہیں اور اپنے ساتھ ایسے شواہد رکھتے ہیں اور ایسے قوی دلائل ان کی تائید میں عطرے ہوتے ہیں کہ ایک مادہ پرست بھی اگر انصاف سے کام لے تو خود اپنے عقلی معیار کے مطابق بھی یہ ماننے پر مجبور ہو جائے گا۔ کہ اس معیّن واقعہ کے وقت جسے مذہب عذاب قرار دیتا ہے ایسے غیر معمولی عوامل ضرور موجود تھے جو بظاہر روز مرّہ کے واقعہ کو ایک امتیازی اور استثنائی حیثیت دیتے ہیں۔ ابھی ہم نے فرعون کے غرق ہونے کا ذکر کیا ہے۔ اسی مثال پر اب ذرا مزید غور فرمائیں۔ میرا مدعا خوب واضح ہو جائے گا۔

ایک خاص دلچسپی کی بات جو قرآن کریم کے بیان سے معلوم ہوتی ہے اور قرآن کریم کے سوا کہیں نہیں ملتی۔ وہ یہ ہے کہ غرق ہوتے وقت فرعون نے خدا تعالیٰ سے یہ دعا کی کہ میں تجھ پر ایمان لاتا ہوں تو مجھے بچا لے۔ تو اللہ تعالیٰ نے جواباً فرمایا۔

فَالْیَوْمَ نُنَجِّیْکَ بِبَدَنِکَ
لِتَکُوْنَ لِمَنْ خَلْفَکَ اٰیَةً ؕ

(سورہ یونس آیت ۹۳)

(ترجمہ) پس اب ہم تیرے بدن (کے بقاء) کے ذریعے سے تجھے (ایک جزوی) نجات دیتے ہیں تاکہ جو لوگ تیرے پیچھے آنے والے ہیں ان کے لئے تو ایک نشان ہو۔

اس بیان کی یہ حیثیت تو صرف دعویٰ کی ہے جو ایک غرق ہوتے ہوئے انسان اور خدا کے درمیان ایک مکالمے کو پیش کر رہا ہے۔ بظاہر اس کی چھان بین اور صداقت کے جائزہ لینے کا کوئی ذریعہ نہ تو آج کے انسان کے پاس ہے نہ اس وقت کے انسان کے پاس تھا کیونکہ ایک مرتے ہوئے انسان اور خدا کے درمیان جو باتیں ہوئیں ان کو ان دونوں کے سوا اور کون جان سکتا تھا۔

جب ہم اس مکالمہ پر غور کرتے ہیں جو ایک دہریہ کے لئے یا مادہ پرست کے لئے مبیّنہ طور پر خدا تعالیٰ اور فرعون کے مابین ہوا تو قرآن کا دوسرا دعویٰ ہمارے سامنے آ جاتا ہے کہ فرعون کا غرق ہونا کسی اتفاقی حادثے کا نتیجہ نہ تھا بلکہ مشیتِ الٰہی کے مطابق موسیٰ کے انکار اور مخالفت اور بغاوت کی سزا کے طور پر پیش آیا۔ جہاں تک کہ آخری وقت میں خود غرق ہونے والے نے بھی اس بات کو محسوس کیا اور مرنے سے پہلے اس خدا کی طرف

رجوع کیا جسے وہ بنو اسرائیل کا خدا قرار دیتا ہے۔ فرعون کا یہ کہنا کہ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ٥ (ترجمہ) "میں ایمان لاتا ہوں کہ جس مقتدر ہستی پر بنو اسرائیل ایمان لائے ہیں اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں سچی فرمانبرداری اختیار کرنے والوں میں سے ہوتا ہوں" اس بات کی طرف لطیف اشارہ ہے کہ وہ دعا کے وقت اس بات میں کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش باقی نہیں رہنے دینا چاہتا تھا کہ جس خدا سے وہ مانگ رہا ہے وہ کونسا خدا ہے۔ چنانچہ بڑی وضاحت سے وہ یہ اظہار کرتا ہے کہ وہ اس خدا سے نجات مانگ رہا ہے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ڈوبتے وقت ایسا خوف وہراس اس پر طاری تھا کہ وہ غیر مبہم الفاظ میں اپنی مکمل شکست کو تسلیم کرنے پر تیار ہو چکا تھا اور اس شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہنے دینا چاہتا تھا کہ اس میں کوئی انانیت کی رگ باقی ہے۔ چنانچہ کھلم کھلا شکست تسلیم کرکے اس رب سے مانگتا ہے جس کی بنو اسرائیل عبادت کرتے تھے۔

بہرحال یہ بات قطعی ہے کہ قرآن کریم کے پیش کردہ اس مکالمہ کے مطابق خود فرعون کو بھی مسلّم تھا کہ یہ حادثہ نہیں عذابِ الٰہی ہے اور فرعون کی اس التجا کے جواب میں خدا تعالیٰ نے جو جواب دیا وہ ہمارے نقطہ نگاہ سے یعنی اس مسئلہ کے لحاظ سے جس پر ہم بحث کر رہے ہیں غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے۔ یہ جواب محض ایک دعویٰ کی حیثیت نہیں رکھتا بلکہ دعویٰ کی صداقت کی تائید میں ایک ایسا ناقابلِ تردید ثبوت بھی پیش کرتا ہے۔ جو اس مکالمہ کے ایک ایک نقطہ کی صداقت پر گواہ بن کر کھڑا ہو جاتا ہے اور اس واقعہ کو جو ہر چند طبعی قوانین کے تابع ظاہر ہوا تھا۔ ایسے لکھوکھا واقعات سے الگ، اور ممتاز کرکے پیش کرتا ہے وہ جواب یہ تھا (اور یہاں ہم ترجمہ کی بجائے تفسیری مفہوم پیش کریں گے) کہ چونکہ تو اپنی روح کی نجات کی خاطر ایمان نہیں لا رہا اور تمام نشانات کو رد کر چکا ہے اور سب مواقع کھو چکا ہے جن سے استفادہ کی صورت میں تیری روح کو نجات مل سکتی تھی۔ اس لئے آج تیری روح کو نجات دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہاں تجھے اپنے بدن کو بچانے کا خوف لاحق ہے اس لئے ہم تیری اس التجا کو صرف اس رنگ میں قبول کریں گے کہ تیرے بدن کو بچا لیں گے اور تیری لاش کو محفوظ کرنے کا انتظام کریں گے تاکہ آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے تو ہمیشہ عبرت کا سامان مہیا کرتا رہے اور تیرا بدن دوسروں کی نجات کا موجب ہو سکے۔ یہ نہایت لطیف جواب محض دعویٰ نہیں اپنی صداقت کا ثبوت خود اپنے ساتھ رکھتا ہے جس وقت قرآن کریم کے اس مکالمے سے آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے بنی نوع انسان کو مطلع فرمایا اس وقت تک فرعون کے متعلق یہ نظریہ تو موجود تھا کہ وہ دریائے نیل کے ڈیلٹا میں غرق ہوگیا لیکن اس کے بدن کی حفاظت اور آئندہ آنے والی نسلوں کی عبرت کا سامان بننے کا کوئی تصور نہ تو کسی مذہبی صحیفہ میں موجود تھا نہ تاریخی کتاب میں۔ اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے یہ اعلان کروایا کہ ہم نے فرعون سے اس کی لاش کے بچانے کا وعدہ کیا تھا اور یہ بھی وعدہ کیا تھا کہ وہ اسی رنگ میں محفوظ کی جائے گی کہ بنی نوع کے لئے عبرت کا سامان مہیا کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یہ ایک ایسا دعویٰ تھا جو اگر سچا تھا تو دعویٰ کرنے پر کسی انسان کو قدرت نہ ہو سکتی تھی جب تک خود اللہ تعالےٰ اس کی خبر نہ دے۔ اُس زمانے میں بھی فرعون کی لاش کا کوئی پتہ نہ تھا۔ اور اگر اس دعویٰ کو انسان کا خود ساختہ دعویٰ قرار دیا جائے تو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ ایسا دعویٰ کرنے والا خود اپنی تکذیب کے سامان فراہم کر رہا ہے جو سراسر عقل کے خلاف بات ہے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں آپؐ کے صحابہؓ سے اس آیت کے نزول کے بارہ میں سوال کیا جاتا کہ فرعون کی لاش محفوظ کرنے کی خبر اگر خدا نے دی ہے تو وہ لاش کہاں ہے؟ کس طرح محفوظ ہوئی اور کیسے عبرت کا سامان بنی؟ تو کوئی صحابی اس کا جواب دینے پر قادر نہ ہوتا۔ سوائے اس کے کہ اللہ تعالےٰ خود اس کی رہنمائی فرماتا۔ اگر بعد کی نسلوں سے یہی سوال دوہرایا جاتا۔ تو سائل ہمیشہ اپنے مخاطب کو گنگ اور لاجواب پاتا۔ نہ تو پہلی صدی کے مسلمان مخاطب اس کا جواب دے سکتے تھے نہ دوسری صدی کے مسلمان مخاطب تیسری صدی کے مسلمان بھی اس کے جواب سے لاعلم تھے۔ چوتھی صدی کے بھی اور پانچویں اور چھٹی صدی کے بھی یہاں تک کہ چودھویں صدی میں وہ چاند طلوع ہوا جس کے عہد میں اسلام کے غلبۂ نو کے سامان فراہم کئے جانے تھے۔ اس وقت کسی مسلمان محقق نے نہیں بلکہ خود عیسائی محققین نے اس فرعون کی لاش کو محفوظ صورت میں دریافت کر لیا جس نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کا مقابلہ کرکے غرقابی کی سزا پائی تھی اور آج یہ لاش قرآنِ کریم کی صداقت پر گواہی دیتی ہوئی اہلِ بصیرت کے لئے عبرت کا سامان مہیا کر رہی ہے اور ساتھ ہی قرآن کریم کے پیش کردہ تمام مکالمہ کی صداقت کا اعلان کر رہی ہے۔ جو قرآنِ کریم نے فرعون کے آخری لمحات کا نقشہ کھینچنے کے لئے ہمارے سامنے پیش کیا ہے۔

اس کا ایک پہلو یہ تھا کہ فرعون کا غرق ہونا نیل کے ڈیلٹا میں غرق ہونے والے لکھوکھا انسانوں سے مختلف حیثیت رکھتا تھا۔ اس ایک واقعہ کو ہم عذابِ الٰہی قرار دیتے ہیں۔ جبکہ ایسے ہی دوسرے لاکھوں واقعات محض حادثات کا نام پاتے ہیں۔

(۳) مادی تغیرات اور طبعی قوانین کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی تبدیلیاں جب عذاب کا نام پاتی ہیں تو ان کے ساتھ کچھ علامتیں اور کچھ شرائط پائی جاتی ہیں اور یونہی بلاوجہ کسی تبدیل وتغیر کو عذاب کا نام نہیں دیا جاسکتا۔

(۴) ایسے تمام حوادثِ زمانہ جو مذہبی اصطلاح میں عذاب کا نام پاتے ہیں ان کے نتیجہ میں بعض اہم مقاصد حاصل ہوتے ہیں۔ جن کا ذکر آئندہ چل کر کیا جائے گا۔ اس کے برعکس روزمرّہ کے حوادث اگرچہ کوئی نہ کوئی نتیجہ ضرور پیدا کرتے ہیں۔ لیکن جن مذہبی مقاصد سے عذاب کا تعلق ہوتا ہے عام حوادث کے نتیجے میں وہ رونما نہیں ہوتے۔

(۵) قرآنِ کریم سے پتہ چلتا ہے کہ قوانین طبعی کے نتیجہ میں جس قسم کے تغیرات بھی رونما ہو سکتے ہیں۔ مختلف اوقات میں ان میں سے ہر ایک تغیر کو عذابِ الٰہی کا ذریعہ بنایا گیا اور آئندہ بھی بنایا جاسکتا ہے اسی طرح انسانی معاشرہ میں پیدا ہونے والی خرابیوں کے نتیجہ میں یا دیگر عوامل کے نتیجہ میں ظاہر ہونے والی جنگوں اور فتنہ وفساد کو بھی بعض مخصوص حالات میں عذابِ الٰہی کا ذریعہ بنا لیا جاتا ہے۔ (باقی)

مکرم مصاحب خانصاحب سابق صدر جماعت وفات پاگئے

محترم مصاحب خانصاحب سابق صدر جماعت احمدیہ "نرگاؤں" مورخہ ۷۶-۹ء کو وفات پاگئے ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم نیک فطرت خاموش طبیعت صوم وصلوٰۃ کے پابند بزرگ تھے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ابتدائی دور کے احمدی ہونے کی وجہ سے کافی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن ایمان پر ثابت قدمی دکھائی خدمتِ دین کا صحیح جذبہ رکھتے تھے۔ سالہا سال تک آپ جماعت کے صدر رہے اور اپنے دور میں جماعت کی ترقی کے لئے حتی الوسع کوشش کرتے رہے۔ آپ کے دستِ مبارک سے مسجد احمدیہ نرگاؤں کی بنیاد آج سے چند سال پیشتر رکھی گئی تھی۔ جو گذشتہ سال آل اڑیسہ خدام الاحمدیہ کے اجتماع کے موقع پر مکمل ہوئی۔ الحمد للہ۔

مرحوم مبلغین سے بے حد اخلاص اور محبت رکھتے تھے۔ آپ مہمان نواز تھے۔ کوئی بھی کسی وقت اگر گھر میں پہنچ جاتا تو میاں بیوی دونوں مہمان نوازی کا پورا حق ادا کرتے۔

آپ دم کرنا جانتے تھے۔ اس لئے صبح وشام دور ونزدیک سے آپ کے پاس لوگ آتے رہتے۔ ایک مرتبہ میں نے پوچھا کہ کیا آپ کے دم سے لوگ اچھے ہو جاتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ اگر اچھے نہ ہوتے تو اتنی دور دور سے لوگ آتے کیوں؟ پھر میں نے پوچھا۔ آپ کیا پڑھ کر پھونکتے ہیں؟ تو کہنے لگے۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

چند سال پہلے آپ کو فالج کا حملہ ہوا۔ اور آخر ۷۶-۹ء کو قضاء وقدر غالب آئی۔ وفات کی خبر سنتے ہی خاکسار جماعتِ احمدیہ کیرنگ سے چند خدام اور انصار کو ہمراہ لے کر بذریعہ سائیکل نرگاؤں پہنچا۔ جب کہ جماعتِ احمدیہ کرڈاپلّی سے مکرم محمد صدیق صاحب صدر جماعت اور دیگر رشتے دار نرگاؤں پہنچ چکے تھے۔ خاکسار نے ۱۰½ بجے کثیر مجمع کے ساتھ مرحوم کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ اور ۱۱½ بجے دوپہر مرحوم کو سپردِ خاک کر دیا گیا۔

آپ کے پیچھے آپ کی بیوہ اکیلی رہ گئی ہیں۔ آپ کی کوئی اولاد نہ تھی۔ اس لئے مکرم محمد صادق صاحب کی ایک لڑکی کو پالا تھا۔ احباب دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا کرے۔ اور مرحوم کی بیوی اور دیگر رشتہ داروں کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرے۔ خاکسار۔ شیخ عبد الحلیم مبلغ کیرنگ۔

تحریکِ جدید کے سالِ نَو کا آغاز

بقیہ ص ۲

کرنے والی جماعت آج دنیا کے پردے پر سوائے احمدیہ جماعت کے اور کوئی نہیں۔ وہ اس راہ میں قربانی کا ایسا امتیازی رنگ رکھتی ہے۔ جس کی مثال دنیا کی اور کوئی قوم پیش نہیں کر سکتی۔"

حضرت المصلح الموعودؓ نے پہلے چندہ تحریک جدید کو طوعی قرار دیا تھا۔ لیکن اس کے بعد اسے "لازمی" قرار دیدیا ہے۔ (بحوالہ الفضل ۱۳ر جولائی ۱۹۵۵ء) نیز آپ فرماتے ہیں:-

"جماعت کو چاہیئے کہ تمام افراد کو کھینچ کر تحریکِ جدید میں شامل کرے۔ میں اُمید کرتا ہوں۔ کہ اگر وہ پہلے اس میں تھوڑا حصہ بھی لیں گے تو بعد میں وہ زیادہ حصہ بھی لینے لگ جائیں گے"

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے مجاہدین تحریکِ جدید کے لئے دعا کرتے ہوئے فرمایا:-

"ہر سال ہمارے وعدے پہلے سے کچھ زائد ہوتے ہیں۔ کیونکہ ہم ایک جگہ ٹھہرنے والی جماعت نہیں ہیں میں اُمید رکھتا ہوں اور دعا بھی کرتا ہوں اور کرتا رہونگا کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا کرے کہ آئندہ سال ہمارے وعدے پچھلے سال یعنی جو گذر رہا ہے۔ اس کے وعدوں سے زائد کے ہو جائیں"

کمزور ایمان والوں کو انتباہ:- حضرت المصلح الموعودؓ نے تحریکِ جدید کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے جماعت کے کمزور ایمان والوں کو انتباہ فرمایا۔ فرمایا:-

"تحریکِ جدید کے مطالبات اس لئے ہیں کہ تم اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر بناؤ۔ کوئی انسان کسی عقلمند انسان کو کبھی دھوکا نہیں دے سکتا۔ پھر تم کس طرح خیال کر لیتے ہو کہ خدا کو دھوکا دے لوگے۔ یہی وہ احساس ہے جس کے ماتحت میں نے تحریک جدید کا آغاز کیا۔ اور میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اب اس قسم کے کمزور لوگوں کو جو احمدیت میں رہ کر جماعت کو بدنام کرتے ہیں زیادہ مہلت نہیں دی جا سکتی ہیں جماعت کو اس طرف لا رہا ہوں۔ غرض تحریک جدید کے دوسرے دور میں جو سکیم نافذ کی جانے والی ہے وہ نہایت ہی اہم ہے۔"

پھر آج کل جو دنیا میں اقتصادی بحران کی رَو چل رہی ہے۔ اور ہر طرف مہنگائی اور قحط و سیلاب نے تباہی مچائی ہے۔ لوگوں کے اخراجات بھی بڑھ گئے۔ اس طرف بھی حضرت المصلح الموعودؓ نے آج سے تقریباً پچیس سال قبل جماعت کو توجہ دلائی تھی۔ اور اپنی ذمہ داریوں کے ادا کرنے کا ارشاد فرمایا تھا کہ

"یہ درست ہے کہ قحط اور مہنگائی کے دن ہیں اور اخراجات بہت بڑھ گئے ہیں۔ لیکن یہ بھی تو ویسا ہی درست ہے کہ ایسے ایام میں مرکز کے اخراجات بھی بجٹ سے بڑھ جانے ضروری ہیں۔ لیکن اگر بجٹ سے بھی آمد کم ہو جائے تو آپ خود سمجھ لیں کہ کام کرنے والوں کی تکلیف کتنی بڑھ جائے گی مخلص اور غیر مخلص میں بھی فرق ہو جاتا ہے۔ غیر مخلص قحط اور تنگی کے وقت گھبرا جاتا ہے اور نہیں جانتا کہ اسے کیا کرنا چاہیئے۔ اور مخلص یہ کہتا ہے کہ کچھ تنگی خدا تعالیٰ نے بھیجی ہے کچھ میں اپنے اوپر اپنی خوشی سے وارد کر لیتا ہوں تاکہ اللہ تعالیٰ کا غصہ ٹھنڈا ہو۔ اور وہ میری تنگیوں کو دور کر دے۔ پس مخلص بنیں اور قربانیوں میں اور بھی زیادہ بڑھیں اور مرکزی چندوں کو بجائے کم کرنے کے زیادہ کریں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کی برکتیں نازل ہوں اور سلسلہ کے کام نہ رکیں۔ آخر سلسلہ کے کام آپ نہ کریں گے تو کون کریگا۔ میں دیکھتا ہوں کہ بعض اگر اس قحط کے دنوں میں آگے سے بھی زیادہ قربانیاں کر رہے ہیں۔ جو کچھ وہ کر سکتے ہیں۔ وہ آپ بھی کر سکتے ہیں...... اخلاص اور ایمان کے طریقے سیکھو اور دین کی خدمت کر کے خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرو خدا تعالیٰ تمہارے ساتھ ہو۔"

(بتاریخ ۴ر اکتوبر ۱۹۵۳ء)

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ "فاستبقوا الخیرات" یعنی انسان کو چاہیئے کہ نیکی میں جس قدر جلد ہو سکے آگے بڑھنے اور سبقت لے جانے کی کوشش کرنی چاہیئے الٰہی جماعتوں کا طُرّۂ امتیاز ہی یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے سے سبقت لے جاتا ہے۔ آنحضرت صلعم کے دور میں ایک بار مالی ضرورت کے پیشِ نظر آنحضرت صلعم نے لوگوں کو مالی قربانی کی تحریک کی۔ چنانچہ صحابہؓ نے قربانی کا اعلیٰ نمونہ دکھایا۔ حضرت عمرؓ نے اپنے کل سرمائے کا آدھا حضورؐ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اور حضرت ابوبکرؓ نے اپنا تمام مال پیش کیا۔ اس لئے نیکی میں جتنی جلد ہو آگے بڑھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

حضرت المصلح الموعودؓ نے فرمایا:-

"نیکی میں جتنی جلدی کی جائے اتنا ہی ثواب زیادہ ہوتا ہے۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ سال کے آخر میں دیدیں گے۔ بعض اوقات وہ دے ہی نہیں سکتے ایک دن کا ثواب بھی معمولی چیز نہیں کہ اسے چھوڑا جائے۔ جو لوگ ملازمت میں ایک دن پہلے شامل ہوتے ہیں۔ وہ ساری عمر سینئر رہتے ہیں۔ اسی طرح یہ سمجھو کہ خدا کے انعام پہلے اس پر ہوں گے جو پہلے شامل ہونگے"

چندہ تحریک جدید کی ادائیگی کے متعلق حضورؓ نے فرمایا:-

"ادائیگی کا اصل وقت پہلے چھ ماہ ہوتا ہے۔ اگر آپ اس وقت ادا کر دیتے تو آج چھاتی تان کر پھرتے ہیں کہ آپ نے تبلیغ اسلام کے لئے جس رقم کا وعدہ کیا تھا وہ ادا کر دیا ہے"

پس احباب جماعت کو چاہیئے کہ وہ از راہ کرم کوشش فرمائیں کہ زیادہ سے زیادہ چندہ ابتداء میں ہی وصول ہو کر احباب السابقون الاولون میں شامل ہو سکیں۔

پس آخر میں میں تمام عہدیداران جماعت احمدیہ اور خاص طور پر سیکرٹریان مال و سیکرٹریان تحریک جدید و مبلغین کرام اور معلمین وقف جدید سے توقع رکھتا ہوں کہ وہ سابقہ روایات کو قائم رکھتے ہوئے وہ سال نو کے وعدہ جات چندہ تحریک جدید اپنی اپنی جماعتوں سے لیکر جلد مرکز بھجوائیں گے۔ اور اپنی اپنی جماعتوں کا جائزہ لیں کہ اُنکا سابقہ کوئی بقایا نہ رہ جائے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کا حافظ و ناصر اور بہتر رنگ میں کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ نیز آپ کی مساعی میں برکت دے۔ آمین

دُعائے مغفرت

جماعت احمدیہ میلا پالئم کی طرف سے یہ اطلاع پہنچی ہے کہ وہاں کے سابق صدر مکرم محمد ابو بکر صاحب کی صاحبزادی امۃ الحئی صاحبہ بعمر ۱۸ سال مختصر علالت کے بعد مورخہ ۱۵ کو وفات پا گئیں۔ اناللہ و انا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل دے۔ آمین۔

میلا پالئم میں سب سے زیادہ مخالفت اسی محلّہ میں ہوتی ہے جہاں مکرم محمد ابو بکر صاحب کا مکان ہے۔ یہاں کی مسجد اور قبرستان احمدیوں کے لئے بند تھے۔ اس مسجد میں ہمیشہ ہمارے خلاف تقریریں ہوا کرتی تھیں اور کفر کے فتوے لگائے جاتے تھے۔ ایسی صورت میں تدفین کا مسئلہ پیچیدہ نظر آ رہا تھا۔ اور احباب نے یہ خیال کیا کہ میت کو یہاں سے ۵۰ میل دور ستان کلم لے جانا پڑیگا جہاں ہمارا قبرستان ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسا دلوں کو پھیر دیا کہ سب نے یہ مان لیا کہ اُن کے قبرستان میں ہی میت کو دفن کر دیا جائے۔ نہ صرف یہ بلکہ اُن کی ہی مسجد میں نماز جنازہ پڑھانے کا بھی انتظام کیا۔ چنانچہ مکرم محمد ابو بکر صاحب نے ہی اُن کی مسجد میں نماز جنازہ کی امامت کرائی۔ اُس وقت احمدیوں کے علاوہ محلّہ کے تمام غیر احمدی اور اس مسجد کے پیش امام صاحب نے بھی اُن کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ اور اس طرح نہایت پیار و محبت کے ماحول میں تدفین عمل میں لائی گئی۔

یہ خدا تعالیٰ کا خاص فضل و کرم اور اس کی تائید و نصرت ہے کہ جس مسجد کے منبر و محراب سے جماعت احمدیہ کے خلاف کفر کے فتوے لگائے جاتے تھے۔ اُسی جگہ کھڑے ہو کر ایک احمدی امام کے پیچھے احمدیوں اور غیر احمدیوں نے مل کر نماز پڑھی۔ اور جس قبرستان میں احمدیوں کے مردے دفن نہ کئے جانے کا فیصلہ کیا گیا ہے اُسی قبرستان میں ایک احمدی کی میت دفن کی گئی۔ یہ سچ ہے کہ ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے سینہ کو بھی احمدیت کے لئے کھول دے۔ آمین

خاکسار۔ محمد عمر مبلغ انچارج تامل ناڈو۔

وصیتیں

نوٹ:- وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی شخص کو کسی جہت سے کسی وصیت پر اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر اندر اپنے اعتراض کی تفصیل سے دفتر ہذا کو آگاہ کرے۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

وصیت نمبر ۲۲۴۲۸ :- میں کے محمد صالح ولد مکرم قادر کنجی صاحب۔ قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت۔ عمر ۲۵ سال پیدائشی احمدی۔ ساکن کیننانور۔ ڈاکخانہ کیننانور۔ ضلع کیننانور کیرالہ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸-۳-۷۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری کوئی غیر منقولہ جائیداد نہیں ہے۔ منقولہ جائیداد کے طور پر تجارت میں ۸۰۰/- روپیہ کا حصہ ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام وصیت کرتا ہوں۔ نیز اسی تجارت کے چلانے کے لئے ۲۵۰/- روپیہ ماہوار آمد کی ملتی ہے۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں اس کے علاوہ میری کوئی جائیداد یا ذریعہ آمد نہیں ہے۔ اس کے بعد جب بھی میں کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ قادیان کو دیتا رہوں گا۔ اور اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جو بھی متروکہ ہوگا۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ تحریر مرقوم تاریخ ۲۸ر مارچ ۱۹۷۶ء۔

العبد - کے محمد صالح۔ گواہ شد - ایم عبد اللہ صدر جماعت احمدیہ کیننانور۔ گواہ شد محمد عمر مبلغ سلسلہ احمدیہ متعینہ کیننانور۔

وصیت نمبر ۲۲۴۲۹ :- میں زیب النساء - زوجہ مکرم محمد صالح - قوم احمدی - پیشہ خانہ داری - عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی - ساکن کیننانور - ڈاکخانہ کیننانور - ضلع کیننانور - صوبہ کیرالہ - بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸-۳-۷۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت کوئی غیر منقولہ جائیداد نہیں ہے - منقولہ جائیداد کے طور پر ۱۰ پاؤنڈ کے زیورات ہیں جس کی تفصیل یہ ہے - ۴ عدد چوڑیاں ۴ پاؤنڈ کان کی بالیاں ایک پاؤنڈ - اور گلے کا ہار ۵ پاؤنڈ کل ۱۰ پاؤنڈ ہیں - اس کی موجودہ قیمت ۴۰۰۰/- چار ہزار روپیہ ہے - اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت صدر انجمن احمدیہ کے نام کرتی ہوں - میں اپنا حق مہر وصول کر چکی ہوں جس سے میں نے گلے کا ہار بنایا تھا - جس کو مذکورہ بالا تفصیل میں درج کر چکی ہوں - مجھے اپنے خاوند کی طرف سے ۱۰/- روپے جیب خرچ ملتے ہیں اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں - اس کے بعد جو بھی جائیداد پیدا کروں اس کی اطلاع مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ قادیان کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں - میرے مرنے کے وقت میرا جو بھی متروکہ ہوگا اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام کرتی ہوں - المرقوم ۲۸ر مارچ ۱۹۷۶ء

الامتہ - بی زیب النساء - گواہ شد - کے محمد صالح - گواہ شد - محمد عمر مبلغ سلسلہ احمدیہ کیننانور۔

وصیت نمبر ۲۲۴۳۱ :- میں وی - پی مبارکہ زوجہ مکرم کنج علی صاحب مرحوم - قوم مسلم - پیشہ خانہ داری - عمر اندازاً ۹۴ سال - تاریخ بیعت ۱۹۱۳ء - ساکن کوڈالی - ڈاکخانہ کوڈالی ضلع کیننانور کیرالہ - بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲-۴-۷۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں - میری جائیداد منقولہ حسب ذیل ہے -

(۱) - زیور طلائی بالیاں وزنی آٹھ گرام قیمتی ۳۵۰/- روپیہ (۲) - مہر ۲۲/- روپیہ (۳) - نقد روپیہ ۲۴/- (۴) - خاوند کی طرف سے ترکہ میں جو حصہ ملا ۸/- روپیہ کل ۱۲۵/- روپیہ - میں اس ساری جائیداد کے ۱/۴ چوتھائی حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں - اس کے علاوہ اور میری کوئی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ ثابت ہو تو اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی - ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم - الامتہ - وی - پی مبارکہ - گواہ شد - سی برکت اللہ کوڈالی - گواہ شد - وی - پی محمد الیسر (موصیہ)

وصیت نمبر ۲۲۴۲۳ :- میں خاتون بی عرف شہزادی بی - زوجہ مکرم یس - کے عبد الجبار صاحب - قوم احمدی پیشہ خانہ داری - عمر ۵۲ سال - تاریخ بیعت ۱۹۵۶ء - ساکن شیموگہ ڈاکخانہ شیموگہ - ضلع شیموگہ - کرناٹک - بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۳-۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

اس وقت میری جائیداد غیر منقولہ کوئی نہیں۔ منقولہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

حق مہر بذمہ خاوند ۵۲۵/- روپیہ - زیورات جس کی مالیت مبلغ پانچ ہزار روپیہ ۵۰۰۰/- روپیہ بنتی ہے۔

میں مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اور اگر اس کے بعد اور کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ کو دیتی رہونگی - اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی - نیز میرے مرنے کے بعد جس قدر بھی میرا متروکہ ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

الامتہ - خاتون بی - گواہ شد - یس - جے عبد الصمد - گواہ شد - فیض احمد مبلغ سلسلہ احمدیہ۔

وصیت نمبر ۲۲۴۲۴ :- میں یس - جے عبد الصمد - ولد مکرم یس - کے عبد الجبار صاحب - قوم احمدی - پیشہ تجارت عمر ۳۸ سال - تاریخ بیعت ۱۹۵۶ء - ساکن شیموگہ - ڈاکخانہ شیموگہ - ضلع شیموگہ - کرناٹک - بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۳-۴-۷۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ البتہ میری آمد بذریعہ تجارت ہے - جو ایک فرم کے ذریعہ ہوتی ہے - جس کا میں ۱/۲ حصہ کا مالک ہوں - اور اپنی فرم سے خاکسار کو ماہانہ اخراجات کے لئے علی الحساب تین صد ۳۰۰/- روپیہ ملتے ہیں - میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں - جب بھی فرم کا حساب ہوگا - اور خاکسار کے حساب میں جو رقم حصہ میں آئے گی - اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا - اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی - نیز میرے مرنے کے بعد جس قدر میرا متروکہ ثابت ہوگا اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد - ایس - جے عبد الصمد - گواہ شد - فیض احمد مبلغ سلسلہ احمدیہ - گواہ شد - ایس - کے اختر حسین سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ شیموگہ۔

وصیت نمبر ۲۲۴۲۵ :- میں بشریٰ بیگم زوجہ مکرم یس - جے عبد الصمد صاحب - قوم احمدی پیشہ خانہ داری - عمر ۳۳ سال پیدائشی احمدی - ساکن شیموگہ - ڈاکخانہ شیموگہ - ضلع شیموگہ - صوبہ کرناٹک - بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۳-۴-۷۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

اس وقت میری جائیداد غیر منقولہ کوئی نہیں۔ منقولہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

(۱) - حق مہر بذمہ خاوند پانچ صد روپے ۵۰۰/- ہے - (۲) - زیورات جس کی مالیت گیارہ ہزار روپے ۱۱۰۰۰/- بنتی ہے۔

میں مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اور اگر اس کے بعد اور کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ کو دیتی رہونگی - اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی - نیز میرے مرنے کے بعد جس قدر بھی میرا متروکہ ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

الامتہ - بشریٰ بیگم - گواہ شد - یس - جے عبد الصمد خاوند موصیہ - گواہ شد - فیض احمد مبلغ سلسلہ احمدیہ۔

درخواست دعا

۱- مکرم انوار محمد صاحب رائچور سے اطلاع دیتے ہیں کہ آج کل وہ اپنی کاروباری پریشانیوں میں مبتلا ہیں احباب جماعت اور درویشان قادیان سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انکی جملہ پریشانیوں کو دور فرمائے۔

۲- مکرم جمال احمد صاحب کوچین بیمار ہیں احباب اُن کی صحت کے لئے اور اُنکے کاروبار میں برکت کے لئے دعا فرمائیں۔

خاکسار - محمد انعام ذاکر قادیان۔

آپ کا چندہ اخبار ختم ہے

مندرجہ ذیل خریداران اخبار بدر کا چندہ آئندہ ماہ کسی تاریخ کو ختم ہو رہا ہے۔ بدر اخبار کے ذریعہ بطور یاد دہانی آپ کی خدمت میں تحریر ہے کہ اپنے ذمّہ کا چندہ اخبار بدر اپنی پہلی فرصت میں ادا کریں تاکہ آئندہ آپ کے نام پرچہ جاری رہ سکے۔

مینیجر اخبار بدر قادیان

تاریخ	خریداری نمبر	نام خریداران
۳۱/۱۲/۷۶	۱۰۱۹	احمد اینڈ کمپنی
۲۱/۱۲/۷۶	۱۰۲۰	مکرم آدم علی بیگ صاحب
۱۱/۱۲/۷۶	۱۰۲۹	" عبدالرحیم صاحب محی الدین
"	۱۰۳۹	" ایم عباس صاحب
۱۷/۱۲/۷۶	۱۰۵۴	" خواجہ محمد صدیق صاحب فانی
"	۱۰۷۲	" محمد سلیمان صاحب بی اے
۱۱/۱۲/۷۶	۱۰۸۰	" اسلم خان صاحب
"	۱۰۸۱	" فضل الرحمٰن خان صاحب
"	۱۰۸۲	" جمال محمد صاحب
"	۱۰۸۶	" سید عبدالعظیم صاحب
۳۱/۱۲/۷۶	۱۰۸۹	" ایم کے یوسف صاحب
۲۷/۱۲/۷۶	۱۰۹۲	" پی بالکشن راؤ صاحب
۲/۱۲/۷۶	۱۰۹۵	" مولوی بشیر احمد صاحب
۳۱/۱۲/۷۶	۱۱۰۲	" مہر الدین صاحب
۱۱/۱۲/۷۶	۱۱۱۱	" محمد عبداللہ صاحب شاکر
"	۱۱۱۴	" سید محمد ادریس صاحب
"	۱۱۲۰	" غفور سیٹھ صاحب
۲/۱۲/۷۶	۱۱۲۴	" خواجہ معین الدین صاحب
۱۱/۱۲/۷۶	۱۱۲۶	" غلام رسول صاحب
"	۱۱۳۰	" ڈاکٹر ایم آر قریشی صاحب
"	۱۱۳۷	محترمہ عظیمہ خاتون صاحبہ
۱۰/۱۲/۷۶	۱۲۰۱	مکرم صلاح الدین صاحب
۲۸/۱۲/۷۶	۱۲۳۰	" سید فضل احمد صاحب
۱۷/۱۲/۷۶	۱۲۴۹	" غلام نبی صاحب
"	۱۲۵۰	" حاجی محمد حسن صاحب
۳۱/۱۲/۷۶	۱۲۵۱	" پی عبدالحمید صاحب
۱۹/۱۲/۷۶	۱۲۶۲	" میر غلام محمد صاحب
۲۹/۱۲/۷۶	۱۲۸۱	" غلام محمد عبید صاحب
۱۱/۱۲/۷۶	۱۲۸۶	" سید محمد سرور صاحب
۳۱/۱۲/۷۶	۱۳۰۱	" ایس کے بخشی صاحب
۱۱/۱۲/۷۶	۱۳۰۴	" چوہدری شمس الدین صاحب
۱۷/۱۲/۷۶	۱۳۰۸	" یو ابراہیم صاحب
۲۰/۱۲/۷۶	۱۳۲۱	" شیخ بنی اسماعیل صاحب
۸/۱۲/۷۶	۱۳۵۲	" ایم نسیم صاحب احمدی
۱۷/۱۲/۷۶	۱۳۷۰	" عبدالرؤف صاحب فاروقی
۱۶/۱۲/۷۶	۱۳۸۲	" قریشی محمد الیاس صاحب
۱۲/۱۲/۷۶	۱۳۸۴	" رحیم بخش صاحب
۳۱/۱۲/۷۶	۱۳۸۶	" عبدالواجب صاحب
۱۸/۱۲/۷۶	۱۳۹۱	" انیس الرحمٰن صاحب
۱۲/۱۲/۷۶	۱۵۲۶	" محمد نعیم صاحب
"	۱۵۸۰	" ایس کے وسیم احمد صاحب
۱۷/۱۲/۷۶	۱۹۲۵	" جبار الحق صاحب

تاریخ	خریداری نمبر	نام خریداران
۱۳/۱۲/۷۶	۱۹۴۴	مکرم عبدالرشید صاحب خان ہاشمی
۳۰/۱۲/۷۶	۱۶۷۷	" علی احمد صاحب کلکتہ
۳/۱۲/۷۶	۱۷۰۱	" طارق احمد صاحب
۳۱/۱۲/۷۶	۱۷۱۱	" قریشی محمد نصیر صاحب
۱۲/۱۲/۷۶	۱۷۱۶	" سید افتخار حسین صاحب
۱۷/۱۲/۷۶	۱۷۲۴	" ایم زین دین صاحب
"	۱۷۲۶	" ڈاکٹر محمد خان صاحب
۲۷/۱۲/۷۶	۱۷۲۹	" ایم اے محی الدین صاحب
۱۷/۱۲/۷۶	۱۷۲۷	" ڈاکٹر شاہد احمد صاحب
"	۱۷۲۸	" نذیر احمد صاحب
"	۱۷۳۹	کوہ نور ویلج انڈسٹری
"	۱۷۴۱	مکرم محمد حسین صاحب
"	۱۷۴۵	" گوردیال سنگھ صاحب
"	۱۷۴۴	" عید بخش صاحب
"	۱۷۴۷	" غلام محمد الٰہی صاحب
"	۱۷۴۸	" عبدالغنی اور شاہ صاحب
۲۴/۱۲/۷۶	۱۷۵۰	" سعید صاحب
۱۷/۱۲/۷۶	۱۷۵۴	" محمد یونس صاحب
"	۱۷۵۳	" انوار احمد صاحب
"	۱۷۵۵	" محمد محی الدین صاحب
"	۱۷۵۶	" مولوی محمد صادق صاحب
"	۱۷۸۱	" ماسٹر غلام نبی صاحب
۲۱/۱۲/۷۶	۱۷۹۲	" نصیر احمد صاحب تماپوری
۱۷/۱۲/۷۶	۱۸۰۴	" ایم شفیع احمد صاحب
۱۲/۱۲/۷۶	۱۸۹۱	" محبوب عالم صاحب
"	۱۸۹۲	" سید اختر امام صاحب
۳۰/۱۲/۷۶	۱۹۰۵	" سید عبدالحفیظ صاحب
"	۱۹۱۲	" وی عبدالرحیم صاحب
۲۴/۱۲/۷۶	۱۹۸۰	" این عابد صاحب
۳۱/۱۲/۷۶	۲۰۲۰	سنٹرل نیوز ایجنسی دہلی
۲۹/۱۲/۷۶	۲۰۲۴	مکرم محمد حبیب اللہ صاحب
۳۱/۱۲/۷۶	۲۰۴۹	" پی اے عبدالرحمٰن صاحب
"	۲۱۰۱	" دلاور محمد صاحب
"	۲۱۶۹	" ایم اے حق صاحب ایم اے
۱۳/۱۲/۷۶	۲۲۶۵	محترمہ جمیلہ بیگم صاحبہ
۳۱/۱۲/۷۶	۲۴۴۴	احمد کیپ مارٹ
"	۲۴۴۷	مکرم عبدالرحیم صاحب
۲۷/۱۲/۷۶	۲۹۲۵	" کوثر علی ملّا صاحب
۱۷/۱۲/۷۶	۲۹۶۲	" عبدالقدوس صاحب فاروقی
۴/۱۲/۷۶	۲۸۸۲	" کمال محمد صاحب

عزیزم عبدالرشید بدر کی پریشان کن علالت

عاجزانہ درد بھری دعا کی درخواست

میرا بیٹا عزیزم عبدالرشید بدر سٹوڈنٹ کرسچن میڈیکل کالج لدھیانہ جس نے اسی ماہ ایم بی بی ایس کا فائنل امتحان دینا تھا زیادہ پڑھائی کرنے کے ساتھ غیر معمولی عبادت اور دعاؤں میں شغف کے نتیجہ میں اچانک ..... توازن بگڑ گیا۔ شروع ستمبر میں کالج کے ہسپتال میں زیر علاج رہا جہاں رو بصحت ہو گیا لیکن ڈیڑھ دو ہفتہ بعد ۲۰/۱۰ کو اچانک بیماری کا دوسرا مگر شدید حملہ ہو گیا اور حالت بڑی پریشان کن ہو گئی اب اسے ۵/۱۱ کو مینٹل ہسپتال امرتسر میں داخل کرا دیا گیا ہے۔

میڈیکل تعلیم کے اس آخری مرحلہ پر عزیز بیٹے کی اچانک بیماری کے باعث ہم سب سخت پریشان ہیں اور یہ پریشانی اس کے علاوہ ہے خاکسار کی ساری زندگی مرکز میں رہ کر سلسلہ کی خدمت میں گزری ہے اور میرا یہ بیٹا بھی بعد از تکمیل تعلیم قادیان میں ہی سلسلہ کی طبی خدمات بجا لانے کا عزم رکھتا تھا۔ اس لئے میں بڑے عجز و انکسار کے ساتھ جملہ بزرگان سلسلہ اور جماعت کے سب بھائی بہنوں اور عزیزوں سے التجاء کرتا ہوں کہ میرے اس ہونہار بیٹے کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے معجزانہ طور پر اسے ایسی شفاء کاملہ و عاجلہ بخشے کہ بیماری کلی طور پر رفع ہو جائے اور پھر عزیزم ہم سب کی تمنّا کے مطابق مخلوقِ خدا اور سلسلہ کی بہتر طور خدمت بجا لانے کی توفیق پائے آمین

خاکسار طالب دعا: محمد حفیظ بقاپوری ایڈیٹر بدر

درخواست دعا: میرے دو بچے عزیزی سید جنید احمد اور عزیزہ ناہید احمد اس سال میٹرک کے امتحان کے لئے تیاری کر رہے ہیں جس کے ٹیسٹ (Test) امتحان شروع ہونے والا ہے احباب جماعت ہر دو کی نمایاں کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔

خاکسار: سید سجاد احمد رانچی (بہار)

سینگوں اور گھاس سے تیار کردہ دلاویز مصنوعات

۱۔ سینگ اور گھاس سے تیار کردہ پرندوں اور جانوروں کی دلآویز شکلیں۔
۲۔ گھاس سے تیار کردہ منارۃ المسیح، مسجد اقصیٰ، مختلف مناظر دنیا بھر کی مساجد احمدیہ اور مشن ہاؤسز کی تصاویر۔ جو تبلیغی فوائد رکھتی ہیں۔
۳۔ عید مبارک کے کارڈ اور دیگر تصاویر

خط و کتابت کا پتہ:-

THE KERALA HORNS EMPORIUM
T.C 38/532 MANACAUD
TRIVANDRUM
(KERALA) PIN 595009

PHONE NO - 2361
P.B.NO — 128
CABLE "CRESCENT"

ہر قسم اور ہر ماڈل

کے موٹر کار، موٹر سائیکل، سکوٹر کی خرید و فروخت اور تبادلہ کے لئے آٹو ونگس کی خدمات حاصل فرمائیے!

آٹو ونگس

AUTOWINGS
32, SECOND MAIN ROAD
C.I.T COLONY
MADRAS - 600004
PHONE NO - 76360

انتخاب عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ بھارت

برائے سال ۱۹۷۷ء و ۱۹۸۰ء

جملہ عہدیداران جماعت ہائے بھارت کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ ان عہدیداران کے تقرر کی منظوری کی میعاد ۳۰ر اپریل ۱۹۷۷ء کو ختم ہو رہی ہے لہذا اس تاریخ سے پہلے پہلے آئندہ تین سال (مئی ۱۹۷۷ء تا اپریل ۱۹۸۰ء) کے لئے جملہ جماعتوں کے عہدیداران کا انتخاب کروا کر نظارت ہذا کی منظوری حاصل کر لی جانی ضروری ہے۔ لہذا اُمراء اور صدر صاحبان سے گذارش ہے کہ وہ مہربانی فرما کر اپنی اپنی جماعت کے نئے عہدیداران کا حسب قواعد انتخاب کر کے اس کی مفصل رپورٹ نظارت ہذا میں بغرض ضروری کاروائی بھجوا دیں اس غرض کے لئے صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے شائع کردہ قواعد و ضوابط کی ایک کاپی بذریعہ ڈاک جملہ جماعتہائے احمدیہ بھارت کے امراء اور صدر صاحبان کی خدمت میں بھجوائی جا رہی ہے انتخاب کی کاروائی شروع کرنے سے قبل ان قواعد و ضوابط کا بغور مطالعہ کر لیا جائے اور بوقتِ انتخاب ان کو ملحوظ رکھا جائے اور رپورٹ بھجواتے وقت اس میں خاص طور پر یہ نوٹ لکھا جائے کہ عہدیداران کے انتخاب کی کاروائی میں ان قواعد و ضوابط کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔

(۲) نیز مجلس مشاورت ۱۳۴۹ ہش ۱۹۷۰ء کے فیصلہ اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے مطابق ان انتخابات میں مندرجہ ذیل امور کو بھی ملحوظ رکھا جائے۔

(i) موجودہ امراء اور صدر صاحبان کے نام صرف اسی صورت میں دوبارہ پیش ہو سکیں گے کہ انہیں قرآن کریم ناظرہ آتا ہو اور اپنی جماعت کے کم از کم ۳۳ فیصدی احباب کے لئے قرآن کریم کے پڑھانے کا انتظام کر دیا گیا ہو

(ii) دیگر عہدیداران جماعت کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ قرآن مجید ناظرہ جانتے ہوں۔ بصورت دیگر ان کا نام کسی عہدہ کے لئے پیش نہیں ہو سکے گا۔

(۳) نظارت ہذا امید کرتی ہے کہ امراء اور صدر صاحبان جماعتہائے احمدیہ آئندہ سہ سالہ انتخابات کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ان ارشادات اور سابقہ قواعد و ضوابط کی روشنی میں انتخابات کی کاروائی کی تکمیل کریں گے آئیٹم نمبر ۲ میں مندرجہ ارشادات قبل ازیں نظارت ہذا کی طرف سے ۲۵ر نومبر ۱۹۷۶ء کے اخبار بدر جلد ۲۵ شمارہ نمبر ۱۲ میں شائع ہوئے ہیں لہذا بوقتِ انتخابات ان ارشادات کو بھی ملحوظ رکھنا ضروری ہے اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ اور ہمیشہ حافظ و ناصر رہے۔ آمین ۔

نوٹ :- مبلغین سلسلہ اور انسپکٹران بیت المال و انسپکٹران تحریک جدید و وقفِ جدید سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ اپنے دوروں میں جس جماعت میں جائیں۔ ان قواعد کے ماتحت عہدیداران کا انتخاب کرائیں گے۔ ان کو خود انتخاب میں حصہ لینے کی اجازت نہیں۔ ان کا کام اس امر کی نگرانی کرنا ہے کہ اجلاس کی کاروائی حسبِ قواعد ہو رہی ہے اجلاس میں شامل ہو سکتے ہیں۔ اگر کوئی خلاف قاعدہ کاروائی ہو تو صدر اجلاس کو مناسب رنگ میں توجہ دلا سکتے ہیں۔

ناظر اعلیٰ قادیان

ابرار احمد ولد اسرار احمد امروہی کے متعلق ضروری اعلان

احباب ابرار احمد ولد اسرار احمد ساکن امروہہ (یو پی) سے محتاط رہیں جو بطور مشین مین مطبع صدر انجمن احمدیہ قادیان میں ملازم رکھا گیا تھا۔ لیکن مطبع کی ضروریات خریدنے کے لئے امرتسر گیا تو وہاں سے فرار ہو گیا۔ اور مطبع کا سامان بھی لے گیا۔ دوبارہ سمجھا بجھا کر بلوایا گیا اور اس کی سابقہ غلطیوں پر درگذر کرنے کا وعدہ کیا گیا۔ لیکن وہ اسی دن دھوکا دیکر دوبارہ بھاگ گیا

حلیہ :۔ سیاہ داڑھی۔ لمبوترا چہرہ۔ قد درمیانہ۔ بدن چھریرا۔ رنگ سانولا عمر اندازاً ۲۵۔۳۰ سال کے درمیان نہایت چالاک۔

آمدہ اطلاعات کے مطابق اس درمیانی عرصہ میں وہ مدراس۔ یا دیگر حیدر آباد اور دیگر کئی جماعتوں کے چکر لگا چکا ہے۔ احباب اس شخص سے محتاط رہیں اور جس جماعت میں بھی پہنچے تو جماعت نظارت امور عامہ کو آگاہ کرے

ناظر امور عامہ قادیان

آل بنگال احمدیہ مسلم کانفرنس

بتاریخ ۲۷، ۲۸ر نومبر ۷۶ء بروز ہفتہ و اتوار

احباب کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال آل بنگال احمدیہ مسلم کانفرنس بتاریخ ۲۷ و ۲۸ نومبر ۱۹۷۶ء کو کلکتہ میں منعقد ہو رہی ہے۔ جس میں جملہ مذاہب و ملت کے ودوان علماء اپنے اپنے پیشواؤں کی تعلیمات و سیرت پاک سے متعلق تقاریر فرمائیں گے۔

لہذا احباب سے التماس ہے کہ وہ کثرت سے اس بابرکت کانفرنس میں شمولیت فرمائیں نیز دردمندانہ دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس کانفرنس کو ہر جہت سے کامیاب کرے اور خیر و برکت کا موجب بنائے آمین

اس سلسلہ میں ضروری خط و کتابت مندرجہ ذیل پتہ پر فرمائیں۔

خاکسار

محمد نور عالم احمدی امیر جماعت احمدیہ کلکتہ

MOULVI SULTAN AHMAD SAHI
ZAFAR - H.A
AHMADIYYA MISSIONARY--IN-
-CHARGE
205, NEWPARK STREET
CALCUTTA-17

قادیان میں عید کی قربانیاں

احباب جلد اطلاع دیں!

حسب سابق اس مرتبہ بھی عید الاضحیہ کے مبارک موقعہ پر بیرونجات کے احباب کی طرف سے قربانیوں کے جانور ذبح کئے جانے کا انتظام کیا جا رہا ہے ایسے کرنے سے آسانی کے ساتھ ان صاحب کے ذمہ کا فرض ادا ہو جاتا ہے اور ساتھ ہی قربانی کا گوشت قادیان میں مقیم احباب کے استعمال میں آتا ہے جو احباب قادیان میں قربانی کروانا چاہتے ہوں۔ وہ فی جانور ۱۵۰/- روپے کے حساب سے رقم ارسال فرمائیں تاکہ بروقت قربانی کے جانور کا اہتمام کیا جا سکے اگر رقم وقت پر نہ پہنچنے کا خدشہ ہو تو احباب ترسیلِ زر کے ساتھ ہی بذریعہ خط یا تار نیچے لکھے پتہ پر اطلاع دیں کہ ان کی طرف سے بروقت قربانی کروا دی جائے اور رقم بعد میں ارسال کر دی جائے گی۔

امیر جماعت احمدیہ قادیان

تصحیح

بدر نمبر ۲۸ میں صلہ پر جلسہ سالانہ کی تاریخیں سہو کتابت سے غلط شائع ہو گئی ہیں حسب اعلان نظارت دعوۃ و تبلیغ جلسہ سالانہ قادیان بتاریخ ۱۸ر ۱۹ر ۲۰ دسمبر منعقد ہوگا۔ احباب اس کے مطابق تصحیح فرمالیں

(ایڈیٹر)